﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

قائم مقام ایڈیٹر :— عبدالباسط شاھد

جلد 16

جمعۃ المبارک 20؍فروری 2009ء

25؍صفر 1430 ہجری قمری ❁ 20؍تبلیغ 1388 ہجری شمسی

شمارہ 08

مکّھی کے دو پَر

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبولو اور پھر نکال دو کیونکہ مکّھی کے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب حدیث نمبر 3073)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

’’خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ وعزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے مبارک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا‘‘۔

’’اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے‘‘۔

(اشتہار 20؍فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103 مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل و اتمّ ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے...... اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے‘‘۔ (اشتہار 22؍مارچ 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115۔ مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

’’صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخصّ آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے‘‘۔ (اشتہار 8؍اپریل 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117۔ مطبوعہ لندن)

ادار یہ

”خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا“

حضرت مصلح موعود ؓ کا دورِ خلافت جماعتی ترقی اور کامیابی کے لحاظ سے بہت نمایاں دور تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کو جماعتی خدمت کے لئے نصف صدی سے زیادہ توفیق ملی۔ اس لمبے زمانہ کا ہر دن بلکہ ہر لمحہ یہ گواہی دیتا رہا کہ آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید ہے اور حاسدوں کا حسد اور دشمنوں کی دشمنی آپ کے انقلابی اقدامات و اصلاحات کے رستہ میں کسی قسم کی کوئی روک نہ پیدا کرسکی بلکہ مزید ترقی و بہتری کا باعث بنتی رہی۔

حضرت مصلح موعود ؓ کے کارہائے نمایاں کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے اثرات، ان کی برکات، ان کے نتائج آپ کی زندگی تک ہی محدود نہ تھے بلکہ آپ کے بوئے ہوئے بیج ایسے تناور درختوں کی شکل اختیار کر گئے جن پر کسی خزاں کا اثر نہ ہوا۔ اور ان کی سرسبزی و شادابی اور ان کے پھل پھول وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہی چلے جارہے ہیں۔ مثال کے لئے تحریک جدید اور وقف جدید پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

حضورؓ نے تحریک جدید جاری فرمائی۔ اس بابرکت الہامی تحریک میں جو مطالبات کئے گئے تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

”ان مطالبات کا مقصد محض جماعت کے اندر اخلاق حسنہ کو قائم کرنا تھا اور ان مطالبات کا مقصد محض یہ تھا کہ جماعت اپنے حالات کے مطابق خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔ اسی طرح امراء اور غرباء میں جو تفاوت پایا جاتا ہے وہ روز بروز کم ہوتا چلا جائے۔ سینما دیکھنے کی جو ممانعت کی گئی تھی وہ بھی اسی کے ماتحت آجاتی ہے کیونکہ اس سے روپیہ الگ ضائع ہوتا ہے اور اخلاق الگ تباہ ہوتے ہیں.......... مجھے افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں اب یہ تحریک اتنی مضبوط نہیں رہی جتنی پہلے ہوا کرتی تھی بلکہ آہستہ آہستہ اس کے اصول پر عمل کرنے میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ مَیں اور لوگوں کو کیا کہوں...... خود ہمارے گھروں میں اس پر پوری طرح عمل نہیں رہا تھا اور کئی بہانوں سے حکم کو کمزور کیا جاتا رہا۔ آخر اس دفعہ ڈلہوزی میں مَیں نے وہی طریق اختیار کیا جو قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ اپنی بیویوں سے کہہ دیا کہ یا تو ان قواعد کی پابندی کرو ورنہ مجھ سے طلاق لے لو۔ مَیں نے بھی اپنی بیویوں سے کہہ دیا کہ یا تو تم تحریک جدید پر عمل کرو اور اگر تم عمل کرنا (نہیں) چاہتیں تو مجھ سے طلاق لے لو۔ اس پر سب نے عہد کیا کہ وہ آئندہ تحریک جدید پر باقاعدگی سے عمل کیا کریں گی۔ چنانچہ اس دن کے بعد ہمارے گھروں میں اس پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم اپنے حالات کو نہیں بدلتے، جب تک ہم اپنے اخراجات کو بعض حدود میں نہیں رکھتے اور جب تک اپنے اندر جفاکشی اور محنت کی عادت پیدا نہیں کرتے اس وقت تک ہم دنیا کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اِس وقت دنیا سے جو ہماری لڑائی جاری ہے وہ اتنی عظیم الشان ہے کہ اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہمیں کروڑوں کروڑ روپیہ پانی کی طرح نہیں گرد و غبار کی طرح اڑانا پڑے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہماری غریب جماعت یہ کروڑوں کروڑ روپیہ لائے گی کہاں سے۔ جب تک ہماری جماعت اپنے اخراجات پر پابندی عائد نہیں کرلیتی، جب تک ہماری جماعت کے اندر امراء اور غرباء میں برابری پیدا نہیں ہوجاتی، جب تک ہمارے اندر کامل طور پر احساس پیدا نہیں ہوجاتا کہ ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں، جب تک کھانے کے لحاظ سے ہمارے اندر سادگی نہیں آجاتی، جب تک کپڑوں کے لحاظ سے ہمارے اندر سادگی نہیں آجاتی، جب تک زیورات کے لحاظ سے ہمارے اندر سادگی نہیں آجاتی، جب تک قربانی اور ایثار اور محنت کی عادت ہمارے اندر پیدا نہیں ہوجاتی اس وقت تک ہم دین کے لئے قربانی کس طرح کرسکتے ہیں۔ اگر کبھی دین کے لئے ہمیں اپنے وطنوں سے ہجرت کرنی پڑی تو ہم ہجرت کس طرح کرسکیں گے۔ اگر ہماری جماعت کے افراد کو جیل خانوں میں جانا پڑے تو وہ جیل خانوں میں کس طرح جاسکیں گے...... غرض تحریک جدید کے تمام اصول ایسے ہیں کہ ان پر عمل قومی ترقی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے“۔ (الفضل 15/نومبر 1946ء)

اس عظیم تحریک کا ابتدائی ڈھانچہ یہ تھا کہ برصغیر ہندو پاک کے احمدی خدا تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش کریں اور انہیں جماعتی ترقی کے لئے استعمال کیا جاوے۔ اُس وقت کے مخلص احمدیوں نے اپنے امام کی توقعات سے بڑھ کر قربانیاں پیش کردیں۔ مگر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس تحریک کے برگ و بار اس طرح بڑھتے اور پھیلتے گئے کہ اب دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت اس تحریک میں پورے جذبہ، جوش اور خلوص کے ساتھ حصہ لے رہی ہے اور اس نسبت سے اس کے نتائج و ثمرات میں غیر معمولی برکت و اضافہ ہورہا ہے۔

وقف جدید کی عظیم الشان تحریک حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کے آخری حصہ کی یادگار ہے۔ حضور نے اس تحریک کی افادیت و ضرورت بہت سے خطبات و تقاریر میں بیان فرمائی۔ مثلاً اپنے ایک پیغام میں آپ فرماتے ہیں:

”چار سال ہوئے مَیں نے پاکستان کے دیہات و قصبات میں ارشاد و اصلاح کا کام وسیع کرنے کے لئے وقف جدید کی تحریک جاری کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مضبوط بنیادوں پر قائم ہورہی ہے۔ چنانچہ دفتر کی رپورٹوں سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ 1961ء میں وقف جدید کا چوتھا سال تھا ہماری جماعت کے دوستوں نے گزشتہ تمام سالوں سے بڑھ کر قربانی کا مظاہرہ کیا اور چندہ کو تقریباً ایک لاکھ روپیہ تک پہنچا دیا۔ میرے لئے یہ امر بڑی خوشی کا موجب ہے کہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بیداری سے کام لے رہی ہے۔ مگر کام کی اہمیت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ابھی آپ لوگوں کو اپنی قربانی کا معیار اور بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ دیہاتی جماعتوں کی تربیت اور عیسائیت کا مقابلہ لاکھوں روپیہ کے خرچ کا متقاضی ہے۔ پس مَیں جماعت کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں دعاؤں سے بھی کام لیں اور زیادہ سے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں

ایک ضروری وضاحت

(عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل۔ لندن)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک اہم اور غیر معمولی عظمت کا حامل نشان پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نشان کو اجاگر کرنے اور اس کا تذکرہ کرنے کے لئے جماعت میں یہ طریق جاری ہے کہ ہر سال 20/فروری کو یا اس کے قریبی دنوں میں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ جن میں پیشگوئی سے متعلق مختلف پہلوؤں کا تذکرہ ہوتا ہے۔

اس ضمن میں دیکھا اور سنا گیا ہے کہ اکثر یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت مصلح موعود ؓ سے تعلق رکھنے والی پیشگوئی (جس کا اعلان 20/فروری کو ہوا) سبز رنگ کے کاغذات پر شائع کی گئی جس سے مراد عام طور پر حضرت مسیح موعود ؑ کی کتاب ”سبز اشتہار“ لی جاتی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات اس طرح پر نہیں بلکہ اس سلسلہ میں کسی قدر وضاحت کی ضرورت ہے۔

یہ بات تو درست ہے کہ جب حضرت مسیح موعود ؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان پیشگوئی عطا فرمائی تو آپ نے 20/فروری 1886ء کو اس بارہ میں ایک نوٹ تحریر فرمایا جو یکم مارچ 1886ء کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔ یہ اخبار عام سادہ کاغذوں پر چھپا تھا۔ سبز رنگ کے کاغذ نہ تھے۔ بعد ازاں اس سلسلہ میں 22/مارچ 1886ء کو ایک اور اشتہار بھی شائع ہوا جس میں یہ وضاحت درج تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ یہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ کے اندر اندر ضرور پیدا ہوجائے گا۔ اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے وہ ترتیب وار درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت مسیح موعود ؑ کے ہاں ایک بیٹی عصمت کی ولادت 15/اپریل 1886ء کو ہوئی (جو 1891ء میں فوت ہوگئی)۔ اس کی ولادت پر مخالفین نے اعتراض کیا جس کا جواب حضرت مسیح موعود ؑ نے یہ دیا کہ ہرگز یہ نہیں کہا گیا تھا کہ پہلا بچہ ہی موعود فرزند ہوگا۔ ہاں فرزندِ موعود اپنی مقررہ مدّت کے اندر اندر کسی وقت ضرور پیدا ہو جائے گا۔

2۔ بعد ازاں 7/اگست 1887ء کو حضرت مسیح موعود ؑ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام بشیر اوّل رکھا گیا۔ یہ بیٹا 4/نومبر 1888ء کو فوت ہوگیا۔ اس بیٹے کی وفات پر ایک بار پھر غیر از جماعت مخالفین نے سخت شور و غوغا کیا اور طوفانِ بدتمیزی برپا کردیا کہ دیکھو یہ پیشگوئی ایک بار پھر جھوٹی ثابت ہوئی۔ پہلے بیٹے کی بجائے بیٹی پیدا ہوئی۔ اور اب بیٹا پیدا تو ہوا لیکن لمبی عمر پانے کی بجائے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہوگیا ہے۔ اپنی نادانی اور مخالفت میں ان لوگوں نے سخت بدزبانی کی اور پیشگوئی کے غلط ہونے کے دعوے کرتے ہوئے بغلیں بجانے لگے۔

3۔ اس موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود ؑ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک مختصر رسالہ تحریر فرمایا جس کا عنوان تھا ”حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر“۔ اس میں آپ نے اس پیشگوئی کے مضمون کی ایک بار پھر وضاحت فرمائی اور بہت تحدی اور جلال سے تحریر فرمایا کہ فرزندِ موعود (جو بے شمار خوبیوں کا مالک ہوگا) کی ولادت کا وعدہ خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے ہے اور یہ وعدہ اپنے وقت پر مقررہ مدت کے اندر لازماً پورا ہو کر رہے گا۔ فرزندِ موعود کی ولادت کے بارہ میں آپ نے تحریر فرمایا:

”خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں“۔ (سبز اشتہار صفحہ 7 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 453)

یہ مختصر رسالہ سبز رنگ کے کاغذات پر شائع کیا گیا اور اسی مناسبت سے اس رسالہ کا نام ”سبز اشتہار“ رکھا گیا۔ اور اسی نام سے یہ جماعت میں معروف ہے۔

4۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے 12/جنوری 1889ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود ؑ کو ایک فرزند سے نوازا جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں آپ پر واضح فرمایا کہ یہی وہ فرزندِ موعود ہے جو اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق ہے۔ اس بیٹے کا نام محمود احمد رکھا گیا جو جماعتی لٹریچر میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے نام سے معروف ہیں۔

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات پوری ہوئی اور اس کی عطا فرمودہ پیشگوئی بڑی عظمتِ شان اور جلال کے ساتھ اپنے وقتِ موعود پر پوری ہوئی اور آپ کے وجود میں وہ سب نشانیاں پوری آب و تاب کے ساتھ ظہور پذیر ہوئیں۔ جن کا اس پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔ اس پیشگوئی کے تعلق میں مندرجہ ذیل تاریخیں یاد رکھنے کے لائق ہیں۔

- ...... مصلحِ موعود والی پیشگوئی 20 فروری 1886 کو لکھی گئی۔ اخبار میں اشاعت یکم مارچ 1886ء کو ہوئی۔
- ...... 22 مارچ 1886 کو بذریعہ اشتہار یہ وضاحت کی گئی کہ فرزندِ موعود نو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔
- ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں بیٹی عصمت کی پیدائش 15 اپریل 1886 (وفات 1891ء)
- ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹے بشیر (اوّل) کی ولادت 7/اگست 1887 کو ہوئی۔ یہ بیٹا 4/نومبر 1888 کو فوت ہوگیا۔
- ...... سبز اشتہار کی اشاعت یکم دسمبر 1888 کو ہوئی جس میں یہ تحدی کی گئی کہ فرزندِ موعود نو سالہ مدت کے اندر اندر لازماً پیدا ہوجائے گا۔
- ...... حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ولادت 12 جنوری 1889 کو ہوئی جن کے ذریعہ یہ عظیم الشان پیشگوئی بڑی وضاحت اور شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ الحمد للّٰہ علی ذالک۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر30

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا مکتوب اخبار ''اَلْیَوْم'' کے نام

قاہرہ (مصر) کے باا ثر وممتاز اخبار ''اَلْیَــوم'' کی 26/جون 1952ء کی اشاعت میں الشیخ حسنین محمد مخلوف مفتی دیارِ مصریہ کا تحریک احمدیت کے خلاف ایک مغالطہ آفریں مضمون شائع ہوا جو جھوٹ کا پلندہ تھا۔ جس پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اسلامی دنیا کو اصل حقیقت سے باخبر کرنے کے لئے اخبار ''الیوم'' کے نام ایک تبلیغی مکتوب رقم فرمایا جس کا مکمل اُردو متن اخبار ''الفضل'' 4 تبوک 1331ہش بمطابق 4 ستمبر 1952ء کے حوالہ سے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

حضرت امام جماعت احمدہ ایدہ اللہ کا مکتوب مصری اخبار ''الیوم'' کے نام

یٰٓاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۔ (الحجرات آیت 7)

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار ''اَلْیَوْم''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے اخبار مورخہ 26/جون 1952ء میں مکرم شیخ حسنین محمد مخلوف دیار مصریہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ احمدیوں میں کچھ غالی ہیں اور کچھ معتدل۔ غلو کرنے والے وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور انہوں نے کیا ہے کہ شاید ظفر اللہ خاں ان لوگوں میں سے ہیں جو غالی نہیں ہیں۔ مَیں بحیثیت امام جماعت احمدیہ کے اور بحیثیت اس کے کہ ظفر اللہ خاں بھی میرے اتباع میں سے ہیں سب سے زیادہ اس بات کا حق رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے عقائد کو عمومی طور پر اور ظفر اللہ خاں کے عقائد کو بحیثیت اپنے تلمیذ خصوصی طور پر بیان کروں۔ پس مَیں یہ مضمون آپ کی طرف اس درخواست کے ساتھ بھجوا رہا ہوں کہ آپ اس مضمون کو اپنے اخبار میں شائع کر دیں تا کہ لوگوں کو تصویر کا دوسرا رُخ بھی معلوم ہو جائے۔ چونکہ آپ کا سیاسی اور عام امور کے ساتھ تعلق رکھنے والا اخبار ہے اس لئے میں مذہبی تفاصیل میں نہیں جاؤں گا صرف واقعات اور عقائد کے بیان تک محدود رہوں گا۔ یہ مَیں اس لئے کہتا ہوں کہ تا کسی شخص کو یہ شبہ نہ ہو کہ انہوں نے اپنے عقیدے کی دلیل نہیں بیان کی۔ جس شخص کے دل میں دلیل اور توجیہہ معلوم کرنے کا شوق ہو وہ براہ راست مجھے خط لکھ کر ان سوالات کا جواب حاصل کر سکتا ہے جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں۔ مَیں مفتیٔ مصر کی شخصیت کا پورا احترام کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کاش آپ اپنا اعلان شائع کرنے سے پہلے مجھ سے یا ظفر اللہ خاں سے پوچھ لیتے کہ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ عقیدہ کسی شخص کا وہی ہو سکتا ہے جو وہ خود بیان کرتا ہے کسی دوسرے شخص کا حق نہیں کہ وہ کسی شخص کی طرف اپنی طرف سے عقیدہ نکال کر منسوب کرے۔ یہ دعویٰ کہ احمدی رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے یہ محض احمدیوں کے دشمنوں کا پراپیگنڈا ہے۔ ہم اس عقیدہ کے قائل ہیں رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَ بِالإِسْلَام دیناً۔ ہم قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ کی بِسْمِ اللّٰہِ کی ب سے لیکر سورہ والناس کی آیت مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاس تک تمام صحیح محفوظ اور ابدالاباد تک قابل عمل سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۂ احزاب میں صاف طور پر آنحضرت ﷺ کی نسبت آتا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41)۔ قرآن مجید میں نسخ کا قائل تو شاید یہ کہہ دے کہ یہ آیت منسوخ ہے مگر ہم تو قرآن مجید کے بَیْنَ الدفتین کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو بھی اس میں ہے وہ قابل عمل ہے اور اس کا کوئی حصہ منسوخ نہیں اور خاتم النبیین تو عقائد میں سے ہے اور عقائد و واقعات کے متعلق تمام آئمہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ ان میں ناسخ ومنسوخ کا قاعدہ جاری نہیں۔ پس کسی صورت میں بھی ممکن نہیں کہ ہم خاتم النبیین کے منصب کے منکر ہوں جو محض اس منصب کا منکر ہوگا اسے لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہ کا بھی انکار کرنا پڑے گا کیونکہ یہ دونوں منصب ایک آیت میں اکٹھے کئے گئے ہیں۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں اور یہ وہ عقیدہ ہے جس کو ہم دل میں یقین کرتے ہیں۔ ہم اسی عقیدہ پر انشاء اللہ زندہ رہیں گے اسی عقیدے پر مریں گے اور اسی پر انشاء اللہ اٹھائے جائیں گے۔ اگر مَیں اپنے اس بیان میں جھوٹ سے، یا اخفاء سے، یا توریہ سے، کام لے رہا ہوں تو مَیں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ لعنة الله على الكاذبين کے وعدے کو میرے حق میں جاری کر دے اور اگر مَیں اور میری جماعت اس عقیدے کے اظہار میں سچ سے کام لے رہی ہے تو مَیں الزام لگانے والے کے لئے بد دعا نہیں کرتا، مَیں خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ سچ اس کی زبان پر جاری کرے اور سچ اس کے دل میں قائم کرے اور اسے توفیق بخشے کہ وہ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبة: 119) کے ارشاد پر عمل کرنے والا ہو۔

اے اہل مصر! آپ کی تہذیب بہت پُرانی ہے۔ آپ کا تمدن بہت قدیم ہے جس کا کچھ حصہ تاریخی زمانہ سے پہلے کا ہے۔ مَیں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اتنی پرانی تہذیب اور پرانے تمدن کی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے ایک ایسی قوم پر الزام نہ لگنے دیں جو آپ کے ملک سے سینکڑوں میل دور بیٹھی ہے اور جو ان الزاموں کے دُور کرنے کی طاقت نہیں رکھتی جو اس کے پس پُشت اس پر لگائے جاتے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ میرا یہ بیان بھی مصر کے کسی اخبار میں شائع ہو سکے گا یا نہیں۔ لیکن مَیں اس یقین کے ساتھ اس بیان کو بھجوا رہا ہوں کہ مصر کی روحِ انصاف، مقامی اور ذاتی حد بندیوں سے آزاد ہو کر ضرور اس آواز کو اپنے اہل ملک تک پہنچا دے گی جو صرف ایک تکلیف دِہ الزام سے اپنی براءت کرنا چاہتی ہے۔ مفتی صاحب کے مضمون کے ساتھ بعض اَور مضامین بھی مصر کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ سلسلہ احمدیہ نے کوئی نیا قبلہ بنایا ہے اور یہ کہ جماعت احمدیہ اپنے آپ کو کسی اور نبی کا امتی قرار دیتی ہے۔ مَیں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں باتیں بالکل اتہام ہیں۔

ہم مکہ مکرمہ میں واقع کعبہ کو ہی اپنا قبلہ سمجھتے ہیں۔ قادیان کے احترام کرنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ ہمارا قبلہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے سینکڑوں مقامات قابل احترام ہیں۔ ہم سب لوگ بیت المقدس کو محترم سمجھتے ہیں۔ کیا بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے؟ اہل مصر خصوصاً اور سب مسلمان عموماً ازہر کو علوم اسلامیہ کی تعلیم و تدریس کا ایک بڑا مرکز سمجھتے ہیں اور اس کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ کیا اہل مصر اور ہم لوگ ازہر کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں؟ قبلہ تو وہ ہے جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے اور ہم سب نماز خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں اور اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح قرآن، حدیث اور سنت نے بیان کیا ہے۔ خانۂ کعبہ کا ہم حج کرتے ہیں۔ مَیں نے بھی خانہ کعبہ کا حج کیا ہے اور دوسری دفعہ حج کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ پس یہ ہرگز درست نہیں کہ ہم خانہ کعبہ کے سوا کسی اَور مقام کو قبلہ قرار دیتے ہیں۔ اسلام کا قبلہ اور ہمارا قبلہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی زبان سے قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے اور قیامت تک وہی قبلہ رہے گا۔

اسی طرح یہ امر بھی درست نہیں ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کا امتی اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ تھا کہ وہ رسول کریم ﷺ کے امتی ہیں اور اس پر فخر کرتے تھے تو پھر ہم لوگ کس طرح کسی اور کے امتی ہو سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہی امتی ہیں اور ہمارے سلسلہ کے بانی بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی تھے اور ان کے دعویٰ کے مطابق انہیں جو کچھ ملا محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کی وجہ سے ہی ملا۔ پس ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے پر فخر کرتے ہیں اور اسی مقام پر زندہ رہنا چاہتے ہیں اور اسی مقام میں مرنا چاہتے ہیں اور اسی مقام پر دوبارہ اٹھنا چاہتے ہیں۔ بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

وموتی بسبل المصطفٰی خیر میتة

فإن فزتها فسأحشرن بالمقتدیٰ

(کرامات الصادقین صفحہ 53 (مطبوعہ 1893ء)

آنحضرت ﷺ کی راہ میں میری موت بہترین موت ہے۔ اگر میری یہ آرزو پوری ہوئی تو مجھے اپنے پیشوا کے ساتھ ہی اُٹھایا جائے گا۔

إنا نطیع محمدا خیر الوریٰ

نور المهیمن دافع الظلماء

(انجام آتھم صفحہ 268 (مطبوعہ جنوری 1897ء)

ہم محمد ﷺ کی، جو تمام جہان سے بہتر ہیں فرمانبرداری کرتے ہیں۔ آپؐ دنیا کی حفاظت کرنے والے خدا کے نور ہیں اور تمام اندھیرے آپ کی بدولت دُور ہوتے ہیں۔ اور جو کوئی اس کے خلاف ہمارے متعلق کہتا ہے وہ ہم پر ظلم کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر رحم کرے اور خدا تعالیٰ اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی قبیح عادت سے بچائے۔

ہمارے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہم جہاد کے منکر ہیں۔ یہ درست نہیں۔ جہاد کا حکم قرآن کریم میں ہے اور قرآن کریم ہمارے نزدیک غیر منسوخ ہے پھر ہم جہاد کو کس طرح منسوخ کر سکتے ہیں؟ جہاد کے متعلق ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ بعض ہندوستانی ملاؤں کے عقیدہ کے خلاف لکھا ہے، جن کے نزدیک اکّا دُکّا غیر مسلم مل جائے تو اسے قتل کر دینا یا جبراً کسی سے کلمہ پڑھوا لینا یا اپنی ہمسایہ قوموں سے بلا کسی ظہور فساد کے لڑ پڑنا جہاد کہلاتا ہے۔ اس عقیدہ سے اسلام دنیا میں بدنام ہو رہا ہے اور بدنام ہو چکا ہے۔ مصر کے تمام بڑے مصنف جہاد کی اس تشریح میں ہم سے متفق ہیں۔ ہمارے نزدیک جو جہاد قرآن کریم میں پیش کیا گیا ہے اس کے بغیر کوئی آزاد قوم دنیا میں محفوظ نہیں رہ سکتی۔ مذہبی اور سیاسی طور پر ان شرائط کے ساتھ ظالم سے لڑنا جو قرآن مجید میں بیان کئے ہیں ایک ایسا ضروری امر ہے کہ جس کے بغیر حریت ضمیر اور حریت بلاد قائم ہی نہیں رہ سکتی ہم اس جہاد کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں ہم تو بربریت...... کے مخالف ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے الإمامُ جُنَّة یقَاتلُ مِنْ وَّرَائه (بخاری کتاب الجهاد۔مسلم کتاب الامارة۔ابوداؤد کتاب الجهاد۔ نسائی باب البیعة)

ہماری طرف یہ بھی منسوب کیا گیا ہے کہ ہم تناسخ کو مانتے ہیں اور شاید یہ عقیدہ اس امر سے مستنبط کیا گیا ہے کہ ہم بانی سلسلہ کو مسیح کہتے ہیں یہ الزام بھی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ ہم تناسخ کے منکر ہیں اور خود بانی سلسلہ نے تناسخ کے عقیدہ کا اپنی کتابوں میں رد کیا ہے ہمارا عقیدہ صرف یہ ہے کہ مسیح موعود جس کی آمد کی خبر انجیلوں میں دی گئی ہے یا حدیثوں میں ہے اس سے مراد وہ مسیح ناصری نہیں ہے جس کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے یٰعِیْسٰٓی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (آل عمران :56) بلکہ جیسا کہ مسیح علیہ السلام نے خود یوحنا کو ایلیا کا نام دیا ہے اسی طرح ہمارا عقیدہ ہے کہ اس امت میں سے عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں ایک ایسا شخص کھڑا ہوگا جو اسلام کی طرف سے عیسائیت کے ساتھ علمی و روحانی جنگ لڑے گا نہ یہ کہ مسیح علیہ السلام کی روح اس میں حلول کر جائے گی۔

ایک بات ہماری طرف یہ بھی منسوب کی گئی ہے کہ ہم ہندوستان کو فتح کر کے ساری دنیا کو فتح کرنا چاہتے ہیں یہ اتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ ایک تعلیم یافتہ آدمی کو ہماری طرف یہ بات منسوب کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے ہاں یہ پیشگوئیاں موجود ہیں کہ ہم پھر قادیان میں اکٹھے ہوں گے لیکن یہ بات تبلیغ سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات پاکستان اور ہندوستان کے باہمی سمجھوتہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (سورة توبه :33 ،الفتح :29 ، الصف :10) مفسرین (تفسیر ابن جریر مطبوعه مصر زیر آیت سورة صف۔ تفسیر حسینی مترجم فارسی صفحه 884 زیر سورت صف مطبع کریمی بم بئی۔ تفسیر غرائب القرآن برحاشیه ابن جریر۔ بحار الانوار جلد 13 صفحه 12۔ غایة المقصود جلد 2 صفحه 133)

کہتے ہیں کہ یہ آخری زمانہ کے متعلق ہے کیونکہ جمیع ادیان پر غلبہ پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوا تو کیا ان آیات کے یہ معنی کئے جائیں کہ مصر، شام یا سعودی عرب یا پاکستان یا کوئی اور اسلامی مملکت یہ ارادہ کر رہی ہے کہ باری باری چین، جاپان، روس اور جرمنی پر حملہ کر کے اسے فتح کرینگے اور ساری دنیا میں اسلام کو غالب کر دینگے۔ خدا تعالیٰ نے اسلام کے متعلق ایک خبر دی ہے اور مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں مگر ان میں سے کوئی دوسری اقوام پر حملہ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا اور اس خبر کے پورا ہونے کی تفصیلات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیتا ہے اسی طرح قادیان میں احمدیوں کے لئے آزادی حاصل ہونے کی پیش گوئی موجود ہے۔ لیکن وہ

ہوگی انہی ذرائع سے جو قرآن مجید کے نزدیک جائز ذرائع ہیں۔ اور قرآن کریم کسی ایسی قوم کو دوسرے ملک سے لڑنے کی اجازت نہیں دیتا جس کے پاس حکومت نہیں وہ اسے فساد قرار دیتا ہے۔ پس ہمارا کوئی ایسا ارادہ نہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے مجانین نہیں جو اس قسم کے خیالات کو اپنے دل میں جگہ دیں ہم یہ جائز نہیں سمجھتے کہ بغیر اس کے کہ غیر قومیں ہم سے لڑیں ہم ان سے خود ہی جنگ شروع کر دیں۔ یہ مغربی حکومتوں کا حصہ ہے اور انہی کو مبارک رہے۔ اسلام نے کبھی بھی اپنی حکومت کے زمانہ میں اپنے کمزور ہمسایہ پر دست درازی نہیں کی۔ وسطی اور جنوبی افریقہ کے وسیع علاقے اس بات کے شاہد ہیں کہ شمالی افریقہ میں باقاعدہ حکومتیں قائم تھیں جو اسلام سے ٹکرائیں اور اسلام ان سے ٹکرایا لیکن اسلام کے لشکر جب ان حدود تک پہنچتے جہاں پر مخاصم حکومتوں کی حدیں ختم ہوتی تھیں اور کمزور قبائل کے علاقے شروع ہوتے تھے وہاں وہ ٹھہر گئے اور انہوں نے جنگ بند کر دی اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج یورپین لوگوں کے لئے افریقن کالونیز کے بنانے کی گنجائش نہ رہتی۔ وسطی اور جنوبی افریقہ کی کونسی طاقت تھی کہ جس نے مسلمانوں کے ان لشکروں کو روکا جنہوں نے روسی، ہسپانوی، فرانسیسی اور اطالوی منظّم لشکروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ وہ اسلام کی منصفانہ، عادلانہ اور رحیمانہ تعلیم ہی تھی جس نے یہ عظیم الشان معجزہ دنیا کو دکھایا اور جس کی بدولت اب مسلمان ہر سیاسی مجلس میں یورپ اور امریکا کے سیاسی لوگوں کے سامنے اپنا سر اونچا رکھ سکتا ہے۔

مضمون ختم کرنے سے پہلے مَیں عرب اور مصر کے پریس کو ایک خاص ذمہ داری کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ ایک لمبے افتراق کے بعد اکثر مسلمانوں میں اتحاد کا جوش پیدا ہو رہا ہے۔ پاکستان سے عرب ممالک اور مصر نے جس ہمدردی کا سلوک کیا ہے یا عرب اور اسلامی امور سے جس ہمدردی کا ثبوت پاکستان نے دیا ہے وہ اس زمانہ کی خوشگوار ترین باتوں میں سے ہے۔ مگر مذکورہ بالا امر کی اشاعت نے جماعت احمدیہ ہی نہیں پاکستان کے رستہ میں مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ اس مضمون کی بناء پر جو سرتا پا غلط ہیں ہندوستان پاکستان پر الزام لگا سکتا ہے کہ اس میں رہنے والی بعض جماعتیں ہندوستان پر حملہ کرنے کے خواب دیکھ رہی ہیں۔ ہم بتا چکے ہیں کہ یہ الزام سو فیصدی غلط ہے مگر ہندوستان کا متعصب عنصر اس الزام سے ضرور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریگا اور پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ الزام ایک جماعت پر ہے نہ کہ پاکستان پر۔ کیونکہ ہندوستان کا متعصب گروہ کہے گا کہ جس امر کی اطلاع مصر کے ایک نامہ نگار کو مل گئی پاکستان کی حکومت کو اس کی کیوں اطلاع نہ ملی ہوگی۔ دوسرے وہ کہیں گے کہ جس جماعت پر یہ الزام ہے پاکستان کا وزیر خارجہ اس کا ممبر ہے پس وہ اس سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔ ان حالات میں ایک نامہ نگار کی خوابِ پریشان پاکستان کیلئے کتنی مشکلات اور بدنامی کی صورت پیدا کر سکتی ہے اور کیا یہ ظفر اللہ خاں کی خدماتِ پاکستان کا اچھا بدلہ ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ علاوہ اس کے کہ یہ جھوٹ ہے، یہ ایک وفادار دوست پر ناواجب حملہ بھی ہے جسے مصر کا غیور مسلمان یقیناً برداشت نہیں کریگا...... اس کوشش کے بعد جو عرب اور مصر نے پاکستان کی مملکت کے استحکام کے لئے کی، ایسی آواز کو اٹھنے دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا (النحل:93) (ترجمہ: اس عورت کی مانند مت بنو جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو اس کے مضبوط ہو جانے کے بعد کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا) مَیں اس دعا پر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان ممالک کو اس لمبی نیند سے بیدار ہونے کی توفیق بخشے جس میں وہ مبتلا تھے اور اغیار کے تصرفات سے ان کو آزاد کرے اور مسلمان کی اس شان کو بحال کرے جو اسے گزشتہ زمانہ میں حاصل تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ عزت اسے عطا کرے۔ اللھم آمین

مرزا بشیر الدین محمود احمد

امام جماعت احمدیہ

(الفضل 4/تبوک 1331ہش بمطابق 4/ستمبر1952ء صفحہ 2-3، ملخص از تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 301-336)

ذکریات

مبلغین احمدیت کے کارنامے

(از قلم: محمود احمد عرفانی)

زنداں میں خاک آلودہ مبلّغ

جولائی 1924ء میں ایک قافلہ جس میں تین سرفروش تھے ہندوستان سے باہر روانہ ہوا۔ جس میں ہمارا وہ مبلغ بھی تھا جس کا تذکرہ آج مقصود ہے۔ یہ مبلغ ایران کے راستہ بخارا جا رہا تھا۔ دزداب سے مشہد تک چھ سو میل کا جنگل ہے۔ اس جنگل کو ہمارے مبلغ نے پینتالیس دن میں طے کیا۔ راستہ میں بہت سے ایسے مقامات سے گزرنا پڑا جہاں جانور پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ کئی ایسی تلخ گھڑیاں ہمارے مبلغ پر گزریں جبکہ وہ شدت پیاس سے تڑپا۔ مگر خدا نے ان تلخ گھڑیوں سے اس نکال لیا۔ اور یہ مبلغ حدود روس میں داخل ہو گیا۔ ہمارا یہ مبلغ نوجوانی کی ابتدائی حصہ میں تھا۔ داڑھی تھوڑی تھوڑی نکلی تھی ۔ پتلا دبلا آدمی تھا۔ اور جسم بھی کمزور تھا۔ وہ ایسے گھرانے کا آدمی تھا جس نے کبھی مشقت برداشت نہیں کی تھی۔ مگر اس نے اس منزل کو ہمت اور جوش سے طے کیا۔ روس کی حدود میں داخل ہوتے ہی قید ہو گیا۔ جہاں اس پر طرح طرح کے شک کئے گئے اور اسے مقید کر دیا گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ قیدیوں نے اسے کہا کہ تم اگر انگریزی رعایا ہونے سے انکار کر دو تو روسی گورنمنٹ تم کو چھوڑ دے گی۔ ورنہ وہ تم کو نہ صرف قید کرے گی بلکہ تم کو سخت عذاب دے گی۔

اب ہمارے مبلغ کے سامنے ایک حیران کن مسئلہ تھا۔ ایک طرف قید، ذلت اور عذاب تھا۔ اور دوسری طرف آرام و راحت تھی۔ آرام تو ایک ذرا سا جھوٹ بولنے سے ملتا تھا۔ اور قید و ذلت سچائی کے عوض بھگتنی پڑتی تھی۔ اس کے قلب میں ایک جنگ تھی کہ مَیں کسے اختیار کروں۔ اس نے سوچا اور غور کیا بالآخر اس نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے جھوٹ کو ٹھکرا دیا اور فیصلہ کر لیا کہ احمدیت کا مبلغ ہر حالت میں سچ بولے گا خواہ کچھ ہو۔ اس نے اپنے دل سے کہا تُو حق کا منادی ہے۔ اگر تجھے حق کی موت کا پیالہ پینا پڑے تو پینا چاہئے۔ پس اس نے ہر مشورہ دینے والے کے منہ پر اس کا مشورہ مارا اور اپنی نجات کے لئے کبھی جھوٹ نہ بولا۔

ہمارے قیدی کو ارتھک کی جیل سے جہاں گرفتار کیا گیا تھا عشق آباد لے جایا گیا جہاں اس نے ایک دوسرے قیدی سے روسی زبان سیکھنی شروع کی۔ لوہے کی سیاہ انگیٹھی کی تختی بنی اور مٹی کی ڈلی قلم۔ اس طرح جیل خانہ میں مدرسہ تین ماہ تک جاری رہا۔ تین ماہ کے بعد عشق آباد سے تاشقند لے گئے۔ اس طرح مختلف قید خانوں میں گھماتے پھراتے رہے اور تکلیف پر تکلیف دینے لگے اور عذاب کے لئے مختلف حیلے تراشے تا کہ ان حیلوں بہانوں سے ہمارے قیدی کے قتل کا فتویٰ دے سکیں حتی کہ وہ خود اپنی سرگزشت یوں لکھتا ہے:۔

''مَیں ان کے خون آشام چہرے اور ان کی ظاہری صورت دیکھ کر اس طرح معلوم کرتا تھا نہیں بلکہ یقین کرتا تھا کہ یہ میری موت کے بھوکے اور میرے خون کے پیاسے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ بہت کم سوتا ہے تو وہ مجھے روٹی اور پانی میں کوکین ڈال کر دینے لگے۔ تو مَیں کئی کئی وقت کھانا نہ کھاتا اور نہ پانی پیتا۔ آخر جب پیاس لگتی تو بے اختیار اپنے کمرے سے حاکم کو آواز دیتا۔ اے حاکم جس طرح سب قیدیوں کو نل سے پانی لینے کی اجازت ہے مجھ کو بھی اجازت دے کہ مَیں بھی وہاں جا کر پانی پیوں کہ مَیں سخت پیاسا ہوں۔ اے حاکم مَیں نے مدت سے پانی نہیں پیا۔ مجھ کو اچھا اور صاف پانی دے۔

الغرض زیادہ بولنے کے باعث جو مَیں کمرے میں بند رہ کر ان کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آوازیں دیتا۔ کئی کئی وقت پانی نہ پینے، کئی کئی دن کھانا نہ کھانے اور بہت کم سونے کے باعث غم و فکر کے سبب سخت لاغر اور کمزور ہو گیا''۔

ہمارا قیدی مبلغ جب اپنی مظلومیت کی داستان بلند آواز سے حاکم اعلیٰ تک پہنچانے کی سعی کرنے لگا تو چار پانچ سپاہی اس کے کمرے میں آئے اور اسے پکڑ کر ایک دوسرے کمرے میں لے گئے اور ایک مضبوط رسّے سے باندھنے لگے۔ اس نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے رسّہ پکڑ لیا۔ تب انہوں نے اپنے بوٹوں کی ٹھوکروں، رسّوں اور سوٹوں سے اسے مارنا شروع کیا۔ ان کے چانٹے اس کے منہ پر پڑتے تھے ۔ ان کے بوٹوں کی ٹھوکریں اس کی کمر کو توڑے دیتی تھیں۔ اس پر بھی ہمارے بے گناہ قیدی نے رسّہ نہ چھوڑا تو اس کے منہ اور ناک میں کپڑا ٹھونس دیا گیا جس سے سانس رک گیا اور رسّہ چھٹ گیا۔ تب انہوں نے اسے ایک لکڑی کے تختہ کے ساتھ ایک نعش کی طرح باندھ دیا اور اس بے دردی سے باندھا کہ خود بخود چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ بہادر خود اپنی سرگزشت میں لکھتا ہے:

''مجھ کو رسّہ سے تختہ پر اس قدر جکڑا کہ میری بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ مَیں نے خدا کا واسطہ دیا کہ کسی طرح میرے پیچھے کے دونوں ہاتھوں کو تو کھول دو مجھ کو سخت درد ہے جس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ مگر اس وقت وہ میرے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اس لئے میری آہ وزاری ان پر اثر نہ کر سکی۔ مجھ کو اس تختہ سے جکڑ کر ایک تاریک کمرے میں پھینک دیا۔ مَیں ساری رات چلّاتا اور شدت درد کے باعث جاگتا رہا۔ یہ درد کچھ اس طرح کی شدید تھی کہ اگر عمر بھر کے تمام دردوں اور تکلیفوں کو جمع کر کے موازنہ کیا جائے تو پھر بھی یہ تھوڑے عرصہ کی درد بڑھ جائے گی۔ باوجودیکہ اس رات مَیں سخت کرب و بلا میں مبتلا تھا اور درد کے مارے میری جان نکلی جاتی تھی مگر مَیں دعاؤں میں لگا رہا اور خدا سے رو رو کر التجائیں کرتا رہا کہ مولا کریم یہ تو ہو کر رہے گا کہ اس ملک میں تیرے نام کی تمجید ہو اور تیرے مامور کی لائی ہوئی روشنی یہاں پھیلے۔ مگر مجھے اس نعمت سے محروم نہ رکھ اور موقع اور توفیق دے کہ مَیں تیرے پیارے کا پیغام یہاں والوں کو سناؤں اور انہیں تیرا اور تیرے مامور کا شیدا بناؤں''۔

الغرض اس حالت میں بھی ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھُٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

دعاؤں میں لگا رہا۔ لکڑی سے بندھا ہوا مبلغ چل بھی نہ سکتا تھا۔ پیشاب کی حاجت ہوئی تو لیٹے لیٹے جسم پر پیشاب کیا گرمی سے جلا ہوا پیشاب جہاں پڑا اس نے چمڑا اُتار کر رکھ دیا۔ اور صبح تک اس کھولتے ہوئے پیشاب نما تیزاب نے بدن پر زخم ڈال دئے۔ خون نے بہہ کر جسم کو لت پت کر دیا۔

اس وقت ہمارے مبلغ کا چہرہ اور سر اگر ایک طرف زخمی تھا تو دوسری طرف مٹی اور غبار سے خاک آلود۔ وہ اس حال میں خوش اور بشاش تھا اور زبان حال سے کہہ رہا تھا ؎

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم بره یار تو یکساں کردی

دوسرے دن ایک روسی حاکم کے سامنے ہمارا بے گناہ قیدی پیش ہوا جسے مخاطب کر کے اس نے کہا کہ:

''اے حاکم! آج رات تیرے سپاہیوں نے مجھ کو سخت مارا اور زخمی کیا اور اس کے ساتھ مجھے تختے سے جکڑ کر ساری رات ایک تاریک کمرے میں پھینک دیا۔ اے حاکم! میرا کوئی جرم نہیں سوائے اس کے کہ مَیں ایک مبلغ اور مشنری ہوں جو صرف خدا کا نام بلند کرنے کے لئے تیرے ملک میں آیا ہوں''۔

اس طرح سے ہمارا بے گناہ قیدی ایک عرصہ تک روس کے قید خانے کی کوٹھڑیوں میں خاک آلود رہا اور اس لئے ماریں کھاتا اور گالیاں سنتا کہ وہ سچائی کی منادی کرنے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ جو اس زمانے کے لئے آسمان سے اتری تھی۔

اس ساری تکلیف اور اس سارے دکھ میں اگر کوئی چیز اس کے لئے باعث آرام تھی تو وہ یہ کہ وہ حق کے لئے کفن باندھ کر گھر سے نکلا ہے۔ اس کی چیخیں روس کی فضا میں آج تک سرگرم پرواز ہیں۔ اس کے خون کے قطرے اس زمین پر اتنا اثر ظاہر کئے بغیر نہ رہیں گے۔ لینن کا تخت گاہ ایک دن مٹے گا اور مملکت الحاد کی دھجیاں فضا میں اڑتی نظر آئیں گی۔

جانتے ہو یہ مبلغ کون تھا؟ یہ جانباز مبلغ مولانا ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا ہیں۔

(الحکم قادیان جلد 37 نمبر 40۔ مورخہ 21/اگست 1934ء صفحہ 11)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی صفت ''الہادی'' کی پُر معارف تشریح

ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ امام الزمان وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امام الزمان کا خطاب دیا ہے۔

مسلمانوں کو اپنی حالتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ احمدیوں پر ظلم کرنے کی بجائے نیک نیتی سے خدا تعالیٰ سے ہدایت طلب کرنے کی ضرورت ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 06ر فروری 2009ء بمطابق 06 تبلیغ 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ''اَلْهَادِی'' ہے۔ عربی کی لغت کی کتاب **لِسَانُ الْعَرَب** میں یہ معنی بھی لکھے ہیں کہ وہ ذات جو اپنے بندوں کو اپنی معرفت اور پہچان کے طریق دکھائے یہاں تک کہ وہ اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے لگیں۔ یہ طریق اللہ تعالیٰ کس طرح دکھاتا ہے، کیا حالات ہوتے ہیں جب دکھاتا ہے؟ یہ اُس وقت دکھاتا ہے جب بندے خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے انکاری ہوتے ہیں۔ اِس انکار کے بھی مختلف طریقے ہیں۔ کبھی بندے کو خدا بنا لیا جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو بنایا ہوا ہے۔ کبھی انسان طاقت کے زور پر خود خدا بن جاتے ہیں۔ جیسے پرانے انبیاء کے زمانے میں ہوتے رہے۔ فرعون نے بھی یہی کیا۔ یا اس زمانے میں بھی کوئی اپنے آپ کو خدا کہتا ہے یا خدا تعالیٰ کا اس دنیا میں جسمانی مظہر قرار دیتا ہے۔ اپنی قبر کو سجدے کرنے کے لئے کہتا ہے۔ یا پھر دنیاداری میں بڑی طاقتیں اپنے آپ کو لازوال قوتوں کا مالک سمجھتی ہیں اور اس لحاظ سے ربّ بنی بیٹھی ہیں۔ غرض اُس وقت دنیا میں ایک ایسے فساد کی حالت ہوتی ہے جس میں فسادات کا بظاہر نہ ختم ہونے والا ایک لامتناہی سلسلہ ہوتا ہے۔ اُس وقت پھر خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا اظہار فرماتا ہے اور دنیا کو بتاتا ہے کہ وہ ربّ العالمین ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے قول ربّ العالمین میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین پر ہے وہ سب اسی کی طرف سے ہے۔ اور اس زمین پر جو ہدایت یافتہ جماعتیں یا گمراہ اور خطا کار گروہ پائے جاتے ہیں وہ سب عالمین میں شامل ہیں۔ کبھی گمراہی، کفر، فسق اور اعتدال کو ترک کرنے کا عالم بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ زمین ظلم و جور سے بھر جاتی ہے اور لوگ خدائے ذوالجلال کے راستوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور نہ عبودیت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں نہ ربوبیت کا حق ادا کرتے ہیں''۔ نہ یہ سمجھتے ہیں کہ بندے کی کیا حیثیت ہے۔ نہ یہ پہچان رہتی ہے کہ ان کے ربّ کا کیا مقام ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''زمانہ ایک تاریک رات کی طرح ہو جاتا ہے اور دین اس مصیبت کے نیچے روندا جاتا ہے''۔ فرماتے ہیں کہ ''تب خدائے رحمان کی طرف سے ایک امام نازل ہوتا ہے تا کہ وہ شیطانی لشکروں کا مقابلہ کرے اور یہ دونوں (رحمانی اور شیطانی) لشکر برسرپیکار رہتے ہیں اور ان کو وہی دیکھتا ہے جس کو دو آنکھیں عطا کی گئی ہوں یہاں تک کہ باطل کی گردنوں میں طوق پڑ جاتے ہیں اور امور باطلہ کی سراب نما دلیلیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ پس وہ امام دشمنوں پر ہمیشہ غالب اور ہدایت یافتہ گروہ کا مددگار رہتا ہے۔

(ترجمہ اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ131 تا 133۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ92-93)

پس یہ ہے ہادی خدا، جو ہدایت کے راستوں کی طرف لانے کے لئے اپنی صفت ربوبیت کو بھی حرکت میں لاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ غلبے کے اثرات دشمنوں پر اس طرح ظاہر ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ گروہ کی مدد فرماتا ہے اور جو فساد پیدا کرنے والے لوگ ہیں ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روک دیتا ہے بلکہ ان طاقتوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں دیکھ لیں۔ کہاں عیسائیت کی یلغار تھی کہ عیسائیت دنیا میں ہر جگہ کامیابیوں سے میدان مارتی چلی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے جو مسلمان تھے وہ بھی اس کی لپیٹ میں آ کر دھڑا دھڑ عیسائیت قبول کر رہے تھے۔ ہندوستان میں عیسائیت کے غلبے کے خواب عیسائی مشنریز دیکھ رہے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف وہاں ہندوستان میں ان کے قدم روک دئے بلکہ پسپائی پہ مجبور کر دیا۔ بلکہ افریقہ جو ان دنوں عیسائی مشنریز کے نزدیک ان کی مٹھی میں تھا اس کے متعلق بھی ان کو یہ کہنا پڑا کہ احمدیت نہ صرف یہاں ہماری ترقی کی رفتار روک رہی ہے بلکہ ہمارے قدم اکھاڑ دیئے ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ ہدایت کے راستوں پر چلانے کے لئے اپنی ربوبیت کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے امام کو بھیجتا ہے۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کو وہی دیکھتا ہے جن کو دو آنکھیں عطا کی گئیں۔ وہی امام کو قبول کرتا ہے جس کی صرف دنیا کی آنکھ نہ ہو۔ جو صرف دنیاوی چیزوں پر ہی منہ مارنے والا نہ ہو بلکہ دین کا بھی درد رکھنے والا ہو، اس کی دین کی آنکھ ہو۔ بڑے بڑے مسلمان علماء جو دین کا علم رکھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں، حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں اندھے ہو کر اس علم کو جو انہوں نے حاصل کیا ہوتا ہے غلط راستے پر لے جاتے ہیں اور پھر اپنے اس علم کی بنا پر مسلم اُمّہ کو بھی گمراہ کر رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ دوسری طرف اس زمانے کے علماء بھی یہی مانتے ہیں (جس کی تفصیل مَیں پرانے خطبوں میں بیان کر چکا ہوں) کہ اسلام میں، دین میں، مسلمانوں میں بگاڑ کی انتہا ہو چکی ہے۔ مسلمانوں میں دین نام کا رہ گیا ہے اور خلافت کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ لیکن خلافت کی جو پہلی کڑی ہے اس کے بارہ میں اب انہوں نے سوچنا چھوڑ دیا ہے اور وہ ہے مسیح ومہدی کا آنا۔ اس کے بعد ہی پھر خلافت قائم ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ابھی تک اس نظریہ پر ہی قائم ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور وہ آئیں گے۔ پھر مہدی کے ساتھ مل کر دین پھیلے گا۔ حدیثوں کو غلط سمجھتے ہوئے اپنی سوچ بنائی ہوئی ہے۔ جو بھی ہو، جب تک نبوت کو نہیں مانتے خلافت آ نہیں سکتی اور پھر نتیجتاً وہی حال رہے گا جس کا یہ اکثر شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً اخباروں میں بھی آتا رہتا ہے۔ کالم لکھنے والے بھی لکھتے ہیں۔ علماء اپنی تقریروں میں بھی کہتے رہتے ہیں کہ اس اُمّت میں سے اللہ تعالیٰ نے مسیح ومہدی بھیجنا ہے اور اس کے لئے دعا بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں سکھائی ہے۔ اگر پھر بھی نہ مانیں اور دعائیں بھی کرتے چلے جائیں تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے تو ایک راستہ سکھا دیا ہے کہ یہ دعا کرو اور سنجیدگی سے کرو تو مَیں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

اس بات کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا............ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو‘۔ اللہ تعالیٰ کا بندے کے ساتھ جو کلام ہے اس کا معیار اتنا اعلیٰ ہو جاتا ہے کہ کوئی گندگی اور کوئی کجی اس میں باقی نہ رہے۔’’ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو‘ اور بالکل ظاہر طور پر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو غیب کی باتیں بھی بتا رہا ہو۔ فرماتے ہیں کہ ’’ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ کا جو کلام ہے۔ بندے کا جو باتیں کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو بندے کو مخاطب کرنا ہے۔ غیب کی جو باتیں سنانا ہے، یہ جب انتہاء تک پہنچ جائے تو اسی کا نام نبوت ہے۔’’ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس (آل عمران آیت نمبر111) (کہ تم وہ امت ہو کہ جو لوگوں میں سے بہترین امت قرار دی گئی ہے)اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحۃ:6-7) ان کے تمام افراد اس مرتبۂ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ اُمّت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کے طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت ﷺ کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپؐ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا۔ اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20صفحہ صفحہ311-312)

ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ دوسری طرف یہ دعا سکھائی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سیدھے راستے پر چلاتا رہے اور ان لوگوں کے راستے پر جن پر انعام کیا۔ اور انعامات کیا ہیں؟ نبوت ہے، صدیقیت ہے، شہید ہونا ہے، صالح ہونا ہے۔ فرمایا کہ ایک طرف تو یہ دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہا گیا ہے کہ تم بہترین اُمّت ہو۔ اس کے باوجود آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے جس کو نبوت کا یہ مقام مل سکے۔ اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں اس کو دے اور اس سے باتیں کرے۔ گویا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی یہ دعا جو ہم پانچ وقت نمازوں میں کئی بار پڑھتے ہیں اور دنیا کے ہر کونے میں جہاں بھی مسلمان رہتا ہے اور نماز پڑھتا ہے یہ دعا کر رہا ہے لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ اسے قبول نہیں کر رہا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے کئی لوگوں کو کہا کہ یہ دعا پڑھو۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے، یہ کہنے میں تو کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ راہنمائی فرمائے اور پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن کی صحیح راہنمائی فرمائی۔ پس اپنی ذات سے باہر نکل کر، اپنی سوچوں سے باہر نکل کر اور اپنے اوپر جو خول چڑھایا ہوا ہے اس سے باہر نکل کر اپنے ذہنوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عناد سے پاک کر کے دعا مانگی جائے گی تو پھر اللہ تعالیٰ راہنمائی بھی فرمائے گا۔ یہ تو خدا تعالیٰ کو الزام دینے والی بات ہے کہ ایک طرف وہ کہے کہ میرے سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُم (المومن :61) اور تمہارا ربّ کہتا ہے کہ مجھے پکارو، مَیں تمہاری دعا سنوں گا۔ اور پھر دعا نہ سنے۔

ہماری دنیاوی معاملات کی دعائیں تو ہم ہر روز کہتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سن لیں، قبول ہو گئیں۔ ہمیں یہ مل گیا۔ ہمیں وہ مل گیا۔ لیکن انسان کی اپنی روحانی بہتری کے لئے کی جانے والی دعائیں جو

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

اللہ تعالیٰ نے خود سکھائی ہیں وہ نہ سنے۔ ایک طرف تو یہ حکم ہے کہ میرے سے اپنی ہدایت کے لئے دعا مانگو۔ اور اس حالت میں جبکہ دین کو ایک ہادی کی ضرورت ہے تو انسان پر خاص طور پر دعا مانگنے کی اضطراری کیفیت طاری ہوتی ہے (جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں مَیں نے بتایا)۔ پس اللہ تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلا کر یہ دعا مانگی جائے کہ تُو ایسی حالت میں ہادی بھیجتا ہے اور پھر خود ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی کہہ دے کہ باقی دعائیں تو قبول لیکن یہ دعا قبول نہیں ہوگی۔ تو یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پہ الزام ہے۔ اُمّت مسلمہ کی کسمپرسی کی جو حالت ہے وہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس میں تو شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کہے کہ ٹھیک ہے۔ یہ تو میری وہ اُمّت ہے جو اُخْرِجَتْ لِلنَّاس، خیر امت ہے لیکن اس کی کسمپرسی کی حالت بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ تو بے شک بڑھتی رہے، بے شک یہ شور اٹھتا رہے کہ نہ دین باقی رہا اور نہ ایمان باقی رہا۔ لیکن مَیں تمہاری یہ دعا قبول نہیں کروں گا کہ ہادی بھیجوں جو تمہاری، دین کی راہنمائی فرمائے۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کہے کہ بے شک تم اپنی ناکیں رگڑتے رہو مَیں تو اب تمہاری ہدایت کا کوئی سامان کرنے والا نہیں ہوں۔ جو مَیں نے کرنا تھا وہ کر دیا۔ اب ہدایت کے راستے سب ختم ہو گئے۔ ہاں یہ ضرور ہے جس کا اعلان بارہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ چاہے دعا کرتے اور اپنی ناکیں رگڑتے ہوئے تمہاری زندگیاں ختم ہو جائیں۔ تمہاری اولادوں کی زندگیاں ختم ہو جائیں اور اولاد در اولاد کی زندگیاں ختم ہو جائیں کہ اب میرے علاوہ کوئی ہادی اور مسیح آ جائے تب بھی اب کوئی مسیح موعود نہیں آئے گا، کوئی مہدی نہیں آئے گا۔ جو آنے والا تھا وہ آ چکا۔ اب اس کو ماننے بغیر کوئی چارا نہیں ہے۔

پس مسلمانوں کو اپنی حالتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ احمدیوں پر ظلم کرنے کی بجائے نیک نیتی سے خدا تعالیٰ سے ہدایت طلب کرنے کی ضرورت ہے۔ احمدیوں پر ہر روز مختلف جگہوں پر کوئی نہ کوئی نیا ظلم ہوتا رہتا ہے۔ کوئی نہ کوئی نئے طریقے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طریقے سے تکلیف پہنچا کر یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے شاید کچھ لوگ احمدیت چھوڑ جائیں۔ احمدیت ختم تو ہو نہیں سکتی یہ تو وہ دیکھ چکے ہیں۔

اب انہوں نے ایک نیا حربہ گزشتہ دنوں بچوں کو دہشت زدہ کرنے کا کیا۔ 14 سے 16 سال تک کے لڑکے، سکول کے بچے تھے۔ ان پر یہ الزام ہے کہ نعوذ باللہ انہوں نے ٹائیلٹ میں یا بعض گندی جگہوں پر محمد کا نام لکھ کر آنحضرت ﷺ کی ہتک کی ہے۔ یہ لوگ خود تو روحانی بینائی سے محروم ہیں مگر الزام احمدیوں پر دیتے ہیں۔ ایسی حرکتیں تو یہ لوگ کر سکتے ہیں جن کی روحانی بینائی نہیں ہے۔ جن کو آنحضرت ﷺ کے مقام کا علم نہیں ہے۔ یہ تو 14-15 سال کے بچے ہیں، احمدی چھوٹا بچہ بھی کبھی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔

ہمیں تو آنے والے مسیح و مہدی نے عشق رسول عربی ﷺ کے وہ راستے دکھائے ہیں، وہ تعلیم دی ہے جس تک ان لوگوں کی سوچیں بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو جو دنیا کے کسی بھی ملک میں رہنے والے ہیں عقل دے کہ وہ احمدیوں کو ظلم کا نشانہ بنانے سے باز رہیں اور ہدایت کی راہ تلاش کرنے کے لئے عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔

یہاں ایک اور وضاحت بھی مَیں کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دنوں لجنہ کا ریفریشر کورس تھا، وہاں کسی نے سوال کیا کہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب کو نبی نہ کہو تو پھر ہم مان لیتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ ایسے بھولے احمدیوں کی جو اُن کی باتوں میں آ جاتے ہیں غلط فہمی ہے کہ وہ مان لیں گے، شاید مخالفت تو کم کر دیں لیکن جنہوں نے نہیں ماننا انہیں کبھی بھی جرأت پیدا نہیں ہوگی کہ وہ مانیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ نبی کی جو تعریف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک اقتباس میں کی ہے۔ اس کی رو سے آپ نبی ہیں اور آپ نے اور مختلف جگہوں پر بھی اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے سے کثرت سے کلام کرتا ہے، اس سے مخاطب ہوتا ہے، غیب کی باتیں بتاتا ہے تو اسی کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نبوت ہے اور یہی باتیں تمام سابقہ انبیاء نے بتائی ہیں۔ اگر یہ ردّ کرنے لگیں تو پھر اگلا قدم یہ ہوگا کہ یہ بھی نہ کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوتا ہے۔ تو پھر یہ بات بھی ان کی ماننی پڑے گی۔ پھر کسی اور بات کو ردّ کرنے کا ان کا مطالبہ ہوگا۔ کیونکہ جب ایک دفعہ آپ اصل چیز سے ہٹ جائیں گے اور کمزوری دکھانے لگیں گے تو پھر اپنے ایمان کو بھی کمزور کرتے چلے جائیں گے۔ تو کیا ہم تعداد بڑھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے اور اللہ اور رسول ﷺ کی پیشگوئیوں کے الٹ کوئی نیا مہدی اور مسیح پیش کرنے کی کوشش کریں گے؟۔ جس طرح کہ مطالبہ کیا جاتا ہے اور یہ مطالبہ مختلف جگہوں پر یہاں بھی، پاکستان میں بھی ہو رہا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبوت کا دعویٰ ختم ہو جائے تو مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ خبردار رہو کہ عیسیٰ بن مریم یعنی مسیح موعود اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔

پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور اب وہ دنیا میں نہیں آسکتے اور مثیل مسیح آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ہی پیدا ہونا ہے تو ظاہر ہے پھر اس حدیث کی رو سے وہ نبی اللہ ہی ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں وہ بعد میں آئیں گے۔ تو ایک دفعہ جب نبی کا انکار کریں گے تو پھر اگلی بات یہی ہوگی نا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت پہ آئیں گے اور وہ نبی ہوں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ یہ بات تسلیم کر لیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہیں۔ جس طرح مَیں نے کہا کہ ایک بات سے دوسری بات پھر آپ لوگ ردّ کرتے چلے جائیں گے۔ بہر حال جو احمدی پورا علم نہیں رکھتے ان پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ اگر ایک بات کا انکار کریں گے تو دوسرے دعوے کا بھی انکار کرنے پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کہنے سے بھی رکنا پڑے گا جیسا کہ مَیں نے کہا۔ پھر غیر احمدیوں کی طرح اس عقیدہ پر بھی قائم ہونا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ زمین پر اتریں گے۔ گو کہ حدیثوں کی رو سے جو وقت ہے وہ بھی اب گزر چکا ہے۔ اس لئے بغیر خوف کے، بغیر کسی قسم کے احساس کمتری کے وہ بتائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے اور جس کا آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ بن مریم، آنے والے مسیح کو نبی کہا ہے کیونکہ احمدیوں کو تو یہ خوشخبری ہے کہ سچائی کے نور سے دوسروں کا منہ بند کریں گے تو پھر اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر ایک جگہ سورۃ فاتحہ کی آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’چھٹی آیت اس سورۃ کی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چھٹے ہزار کی تاریکی آسمانی ہدایت کو چاہے گی اور انسانی سلیم فطرتیں خدا کی جناب سے ایک ہادی کو طلب کریں گی یعنی مسیح موعود کو‘‘۔ (تحفۂ گولڑویہ۔ صفحہ 112 حاشیہ۔ تفسیر سورۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول سورۃ فاتحہ صفحہ263)

اب یہ چھٹا ہزار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ ہادی کو وہ طلب بھی کر رہے ہیں لیکن جس کی پوری شان سے زمین اور آسمان نے تائید کی ہے اسے قبول نہیں کرنا چاہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس کی رو سے کہ ’’سلیم فطرتیں خدا کی جناب سے ایک ہادی کو طلب کریں گی‘‘ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے بہت سوں کی سلیم فطرت یا سعید فطرت نہیں ہے۔ جب یہ لوگ سلیم فطرت نہیں ہیں، ماننا نہیں چاہتے تو کیا ان کو خوش کرنے کے لئے، ان کی خاطر، ہم بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق دی اس دعویٰ کا انکار کر دیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ الہامیہ میں ایک جگہ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کی قسم قرآن شریف میں جو تمام اختلافوں کا فیصلہ کرنے والا ہے، کہیں ذکر نہیں ہے کہ خاتم الخلفاء سلسلہ محمدیہ کا موسوی سلسلے سے آئے گا۔ اس کی پیروی مت کرو کہ کوئی دلیل تمہارے پاس نہیں ہے بلکہ برخلاف اس کے تم کو دلیل دی گئی ہے۔ اور کلمات متفرقہ اپنے منہ سے نہ نکالو کہ وہ کلمات اس تیر کی طرح ہیں جو اندھیرے میں چلایا جائے اور یہ وعدہ جو مذکور ہوا سچا وعدہ ہے اور تم کو کوئی دھوکہ نہ دے۔ اور سورۃ فاتحہ میں دوسری بار اس وعدہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ آیت سورۃ فاتحہ یعنی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اپنی نمازوں میں پڑھتے ہو پھر حیلہ و بہانہ اختیار کرتے ہو اور حجت الٰہی کے رفع دفع کے لئے مشورے کرتے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ کو اپنے پیروں میں روندتے ہو؟ کیا ایک دن تم نہیں مرو گے یا کوئی تم کو نہیں پوچھے گا؟۔

(خطبۂ الہامیہ صفحہ63-64۔ روحانی خزائن جلد 16صفحہ109-110)

یہ بیان تو غیروں کے لئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی ایک خوبصورت تفسیر کرتے ہوئے یہ ثابت فرماتے ہیں کہ اس آیت میں محمدی سلسلے سے ہی مسیح و مہدی کے آنے کی پیشگوئی ثابت ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ’’نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعودؑ کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ‘‘۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد19صفحہ 14)

پس یہ ہے اسلام کا اور آنحضرت ﷺ کا سب دینوں اور نبیوں سے افضل ہونا کہ اب قیامت تک آنحضرت ﷺ کا ہی شرعی اور روحانی فیض جاری رہنا ہے اور مسیح موعود بھی آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں سے ہی آنا ہے اور آیا ہے اور مہدی بھی اسی اُمّت میں سے ہے۔ یہ کوئی الگ الگ دو شخصیتیں نہیں ہیں۔ ایک حدیث کی رو سے یہ دونوں ایک ہی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ پس آپ علیہ السلام کو نبی ماننے اور قبول کئے بغیر اب کوئی چارا نہیں ہے۔

اس طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے اس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ تم آنے والے امام کو مان لو۔ گویا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ چنانچہ آپؑ ضرورۃ الامام میں فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن شریف نے جیسا کہ جسمانی تمدن کے لئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک بادشاہ کے زیر حکم ہو کر چلیں۔ یہی تاکید روحانی تمدن کے لئے بھی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ‘‘ کہ جس طرح ایک دنیاوی نظام ایک لیڈر کو چاہتا ہے، ایک بادشاہ کو چاہتا ہے، حکومت کو چاہتا ہے، اسی طرح ایک روحانی نظام ہے۔ اس کا بھی ایک طریقہ کار ہے۔ اس روحانی نظام کو چلانے کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ فرمایا کہ ’’پس سوچنا چاہئے کہ یوں تو کوئی مومن بلکہ کوئی انسان بلکہ کوئی حیوان بھی خدا تعالیٰ کی نعمت سے خالی نہیں۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ ان کی پیروی کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمتِ روحانی کی بارش ہوئی ہے، ان کی راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تا ہم ان کی پیروی کریں‘‘۔ (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد 13صفحہ494)

(یہ جانوروں کے لئے تو نہیں، نہ کسی اور مخلوق کے لئے یہ دعا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اس نعمت کی بارش ہوئی جو اپنے کمال کو پہنچی، جو اپنی انتہا کو پہنچی، ان کی راہوں پر چلنے کی ہمیں توفیق بخش۔ یہ دعا ہمیں یہ سکھاتی ہے تا کہ ہم اس کی پیروی کریں)۔ ’’سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔ یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد دسب داخل ہیں مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے‘‘ (یعنی جن کو اللہ تعالیٰ صحیح راستے پر چلانے کے لئے مخلوق کی ہدایت کے لئے خود مامور نہیں کرتا)۔ ’’اور نہ وہ کمالات ان کو دیئے گئے۔ وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں‘‘ (ولی اللہ ہوں یا بہت نیک ہوں، تب بھی) ’’وہ امام الزمان نہیں کہلا سکتے‘‘۔ (ضرورت الامام۔ روحانی خزائن جلد 13صفحہ494-495) امام الزمان وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امام الزمان کا خطاب دیا ہے۔

اس اقتباس میں یہ بات بھی واضح فرما دی کہ ولی ہونا اور ابدال میں شامل ہونا امامت کا درجہ نہیں رکھتا۔ نیکیوں کی انتہا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے بہت قریب پہنچ جانے سے بھی امامت کا درجہ نہیں مل جاتا جب تک اللہ تعالیٰ خود نہ عطا فرمائے۔ امام الزمان وہی ہے جسے خدا تعالیٰ نے یہ درجہ دیا ہو۔ اور اس زمانہ کے امام تو وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی موعود کر کے بھیجا ہے۔

اور پھر اس کے ساتھ یہ ہی نہیں کہ کہہ دیا اور دعویٰ کرنے والے نے دعویٰ کر لیا بلکہ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبوں میں بتایا تھا کہ اس کے ساتھ زمینی اور آسمانی تائیدات بھی شامل ہیں۔ پس یہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہدایت ہے بلکہ ہر مذہب والا چاہے وہ عیسائی ہے، یہودی ہے، ہندو ہے، اگر نیک نیتی سے دعا کرے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ مَیں نے کئی غیر مسلموں کو بھی اس دعا پر غور کرنے کے لئے کہا کہ اس دعا پر غور کرنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ یہ کوئی ایسی دعا تو نہیں ہے کہ جس پر کہا جائے کہ صرف مسلمان کر سکتا ہے۔ ایک ایسی دعا ہے جس سے ہر شخص راضی ہو سکتا ہے چاہے کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ مَیں نے یہ کہا اور پھر کئی غیر مسلم نے بھی یہ دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی فرمائی۔ انہوں نے خوابیں دیکھیں اور احمدیت قبول کی۔ پس اگر غیر مسلموں کی راہنمائی اللہ تعالیٰ اس دعا کے ساتھ فرما سکتا ہے تو مسلمانوں کی راہنمائی کیوں نہیں فرما سکتا۔ ظاہر ہے کہ صرف یہی وجہ ہے کہ نیک نیت نہیں ہیں۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے عالم ہیں۔ بظاہر نمازوں کے پابند لیکن ہدایت سے محروم۔ پس اللہ تعالیٰ کی ہدایت حاصل

کرنے کے لئے صاف دل ہوکر اس کی طرف قدم بڑھانا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا(العنکبوت:70)اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔

گزشتہ دنوں ایم ٹی اے پر امام صاحب اور مومن صاحب، آصف باسط صاحب وغیرہ پرسی کیوشن (Persicution) پر پروگرام کررہے تھے۔ایک غیر از جماعت عالم جو امریکہ میں رہتے ہیں وہ بھی ان دنوں میں یہاں آئے ہوئے تھے۔انہوں نے ایم ٹی اے کو فون کیا کہ مَیں نے یہ پروگرام سنا ہے۔آپ نے بعض احادیث بھی غلط پڑھی ہیں۔اور بھی کچھ باتیں ہیں جو مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں تو ہمارا آدمی یہاں سے گیا۔ان کی ساری باتیں جو بھی کہنا چاہتے تھے ریکارڈ کرکے لے آیا۔ بہرحال احمدیت کی دشمنی میں یہ بہت ساری باتیں ہیں اس کا جو تفصیلی جواب ہے وہ تو اسی پروگرام میں ان کے سوالوں کے حساب سے دوبارہ پیش ہوگا لیکن ایک بات جو انہوں نے کی ہے وہ بات عموماً غیر از جماعت کہتے رہتے ہیں کہ احمدی رَفَع کے جو معنی کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا روحانی طور پر رفع ہوا،اس کے یہ معنی نہیں ہیں بلکہ جسمانی رفع ہے۔خیر یہ تو عام بات ہے۔سب غیر احمدی یہی کہتے ہیں۔لیکن ایک بات جو میرے لئے تو بہرحال نئی تھی۔ کہنے لگے کہ آپ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو اس لئے مارنا چاہتے ہیں کہ احمدیت کی زندگی اس میں ہے۔انہوں نے اپنی نیت کا کافی اظہار کیا اور جماعت کے لٹریچر کا کچھ حد تک مطالعہ بھی تھا اور ان کا دعویٰ بھی ہے کہ مَیں نے بہت کیا ہوا ہے یا کچھ حد تک کیا ہوا ہے۔لیکن اگر انہوں نے غور سے دیکھا ہوتا تو احمدیت کی زندگی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا ہے کہ عیسیٰ کی موت جو ہے وہ اسلام کی زندگی ہے۔"عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی سے اسلام زندہ ہوتا ہے"۔

کیونکہ عیسائیوں کے پاس یہی حربہ ہے جس سے وہ کمزور مسلمانوں کو حضرت عیسیٰؑ کے افضل ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔گو کہ اب بہت سے مسلمان علماء بھی اس مضمون کو چھیڑنے سے بچتے ہیں۔لیکن ابھی بھی ایسے علماء ہیں اور مغرب میں رہنے والے پڑھے لکھے علماء بھی ہیں،جیسا کہ مَیں نے بتایا،جو حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر موجود ہونے اور کسی وقت میں اترنے کے بھی قائل ہیں۔ پس ہم تو دلیل سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کرکے اسلام کو زندہ مذہب کے طور پر پیش کررہے ہیں اور مسیح محمدی کو مسیح موسوی کے مثیل کے طور پر پیش کرتے ہیں تا کہ اسلام کا زندہ ہونا ثابت ہو۔اور یہ کہتے ہیں کہ احمدیت کی زندگی کا دارومدار عیسیٰ کی وفات پر ہے۔ بہرحال یہ تو ثابت ہوگیا کہ جس طرح ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حضرت عیسیٰ کو اس لئے مارتے ہیں یا یہ ثابت کرتے ہیں کہ وفات پا چکے ہیں کہ اس سے اسلام زندہ ہوتا ہے۔تو انہوں نے بھی ثابت کردیا کہ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات سے احمدیت زندہ ہورہی ہے اور احمدیت کا زندہ ہونا اس لحاظ سے پھر اسلام کا زندہ ہونا ہی ہے۔ کیونکہ ہمارا تو دعویٰ ہی یہی ہے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اسلام کے لئے کررہے ہیں اور احمدیت کیا ہے حقیقی اسلام ہے۔ جو عیسائی احمدیت کی تبلیغ کی وجہ سے اسلام قبول کرتے ہیں وہ اسی وجہ سے اسلام قبول کرتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہوجاتی ہے تو ان کو اس کے ماننے بغیر چارہ نہیں رہتا اور پھر اسلام کی زندگی ان پہ کھل جاتی ہے اور اپنے مذہب کی کمزوریاں ان پر ظاہر ہوجاتی ہیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر یہ صاحب بھی خالی الذہن ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں،اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پہ چلنے کے لئے ایک درد پیدا کریں تو بعید نہیں کہ اگر ان کا دل صاف ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرمائے کیونکہ اگر اسلام سے محبت رکھنے والوں کو اسلام کے غلبہ سے دلچسپی ہے تو یاد رکھیں کہ مسیح ومہدی کے ساتھ ہی اب یہ ترقیات وابستہ ہیں جو آچکا ہے۔اب اس کے علاوہ اور کوئی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرکے اس بات کا اعلان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم گزشتہ 120 سال سے اس کو سچا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ:"تخمیناً عرصہ بیس سال کا گزرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف:10)وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا وہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنی سمجھائے گئے تھے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔ سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ یہ دعویٰ کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے۔

لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تُو ہے اور تیرے ہی ہاتھ سے اور تیرے ہی زمانے میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہوگی"۔(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15صفحہ231-232۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 4صفحہ358)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ"وہ خدا جس نے اپنے فرستادہ کو بھیجا اس نے دو امر کے ساتھ اسے بھیجا ہے۔ایک تو یہ کہ اس کو نعمت ہدایت سے مشرف فرمایا ہے"۔(یعنی ہدایت دینے کی نعمت سے مشرف فرمایا)۔"یعنی اپنی راہ کی شناخت کے لئے روحانی آنکھیں اس کو عطا کی ہیں"۔(اس ہدایت کے حاصل کرنے کے لئے تا کہ وہ آگے ہدایت دے سکے اللہ تعالیٰ نے روحانی آنکھ عطا فرمائی ہے۔" اور علم لدنی سے ممتاز فرمایا ہے"۔(یعنی ایسا علم بھی دیا ہے جو بغیر کوشش کے ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے دیا ہے)۔"اور کشف اور الہام سے اس کے دل کو روشن کیا ہے اور اس طرح پر الٰہی معرفت اور محبت اور عبادت کا جو اس پر حق تھا اس حق کی بجا آوری کے لئے آپ اس کی تائید کی ہے اور اس لئے اس کا نام مہدی رکھا"۔(اللہ تعالیٰ نے اور اطاعت میں جو یہ ساری تعریف کی تو اس لئے اس کا نام مہدی رکھا گیا)۔

"دوسرا امر جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے وہ دین الحق کے ساتھ روحانی بیماروں کو اچھا کرنا ہے۔ یعنی شریعت کے صدہا مشکلات اور معضلات حل کرکے دلوں سے شبہات کو دور کرنا ہے۔ پس اس لحاظ سے اس کا نام عیسیٰ رکھا ہے یعنی بیماروں کو چنگا کرنے والا۔غرض اس آیت شریف میں جو دو فقرے موجود ہیں ایک بِالْهُدٰى اور دوسرے دِيْنِ الْحَقِّ ان میں سے پہلا فقرہ ظاہر کررہا ہے کہ وہ فرستادہ مہدی ہے اور خدا کے ہاتھ سے صاف ہوا ہے اور صرف خدا اس کا معلم ہے۔اور دوسرا فقرہ یعنی دِيْنِ الْحَقِّ ظاہر کررہا ہے کہ وہ فرستادہ عیسیٰ ہے اور بیماروں کو صاف کرنے کے لئے اور ان کو ان کی بیماریوں پر متنبہ کرنے کے لئے علم دیا گیا ہے اور دین الحق عطا کیا گیا ہے تا وہ ہر ایک مذہب کے بیمار کو قائل کرسکے اور پھر اچھا کرسکے اور اسلامی شفاخانہ کی طرف رغبت دے سکے کیونکہ جبکہ اس کو یہ خدمت سپرد ہے کہ وہ اسلام کی خوبی اور فوقیت ہر ایک پہلو سے تمام مذاہب پر ثابت کردے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ علم محاسن وعیوب مذاہب اس کو دیا جائے"۔(یعنی ایسا علم دیا جائے جس میں دوسرے مذہب کی خوبیوں اور خامیوں کا پوری طرح علم ہو، ادراک ہو،فہم ہو)۔"اور اقامتِ حجج اور افہام خصم میں ایک ملکہ خارق عادت اس کو عطا کی ہو"۔(اقامت حجج یعنی ایسی دلیلیں اور نشانات جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہوں وہ اس کو دیئے جائیں اور افہام خصم میں ایک ملکہ خارق عادت اس کو عطا ہو۔یعنی دلیل سے مخالفین کے جو سوال ہیں، جھگڑے ہیں ان کا جواب دیا جائے۔ یہ ملکہ اس آنے والے کو خاص طور پر ایک نشان کے طور پر۔عطا کیا گیا ہے، یہ خارق عادت ہے۔ پس بتاؤ) "ہر ایک پابند مذہب کو اس کے قبائح پر متنبہ کرسکے"۔(یعنی ہر ایک مذہب کی برائیوں پر ان کو متنبہ کرے، ان کو اطلاع دے)"اور ہر ایک پہلو سے اسلام کی خوبی ثابت کرسکے اور ہر ایک طور سے روحانی بیماروں کا علاج کرسکے۔غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خَاتَمُ الْمُصْلِحِيْن ہے دو جوہر عطا کئے گئے ہیں۔ایک علم الھدیٰ جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے جو مظہر صفت محمدیت ہے یعنی باوجود امیت کے علم دیا جانا" (یعنی لاعلم ہونے کے باوجود علم دیا جانا۔ اللہ تعالیٰ خود سکھاتا ہے۔ یہ مہدی ہونے کی نشانی ہے)"اور دوسرے تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے"۔(روحانی شفا دینے کی طرف اشارہ ہے)۔"یعنی روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اور اتمام حجت کے لئے ہر ایک پہلو سے طاقت عطا ہونا اور صفت علم الھدیٰ اس فضل پر دلالت کرتی ہے جو بغیر انسانی واسطے کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا ہو اور صفت علم دین الحق افادہ اور تسکین قلوب اور روحانی علاج پر دلالت کرتی ہے"۔(اربعین نمبر 2. روحانی خزائن جلد17صفحہ356-357. تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 4.صفحہ357)

یعنی پہلے علم دیا۔پھر اس کی پوری کوشش کی۔اس کو سیکھا سکھایا اور پھر آگے پھیلایا تا کہ اس کا علاج ہو۔

پس اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مسیح ومہدی کا یہ مقام ہے جسے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے اور اسلام کی نئی زندگی کے لئے بھیجا ہے۔تا دنیا پر اسلام کی روشن تعلیم واضح اور عیاں ہو۔اللہ تعالیٰ دنیا کو اس مسیح ومہدی کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اللہ تعالیٰ، جو ہادی ہے، کے بھیجے ہوئے اس مہدی کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے جس راستے پر چلے ہیں اس پر مستقل مزاجی سے قائم رہیں۔کبھی ٹھوکر نہ لگے۔اور اس منزل مقصود کی طرف چلتے رہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کی طرف لے جانے والی ہے۔

اس وقت میں چند جنازے بھی نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا۔ایک ہے محترمہ خاتم النساء درد صاحبہ ہیں جو مکرم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔78 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ لجنہ کے بھی کام کرتی رہیں۔اپنے خاوند جو مربی تھے، مبلغ تھے ان

کے ساتھ میدان عمل میں نہایت سادگی سے اور قناعت سے انہوں نے گزارا کیا۔ خاموش طبع اور ملنسار تھیں۔ دعا گو تھیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں اور دونوں ہی واقف زندگی ہیں۔ محمد احمد اشرف صاحب، فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹر ہیں اور محمود احمد اشرف صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ کے استاد ہیں۔ اسی طرح دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

پھر ایک جنازہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب مرحوم کا۔ ان کی 88 سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ چند مہینے پہلے ان کے جوان بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کو شہید کیا گیا تھا اور بڑے صبر سے انہوں نے ان کا یہ صدمہ برداشت کیا۔ ان کی 2 فروری کو وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی بیٹی تھیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے معالج تھے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی آخری بیماری میں 24 گھنٹے آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ دین کا اچھا علم رکھنے والی تھیں۔ بچیوں کو دینی تعلیم دینے والی۔ میر پور خاص میں بڑا لمبا عرصہ لجنہ کی صدر رہی ہیں اور حضرت مصلح موعودؓ نے جب ان کے خاوند کو حکم دیا تھا کہ میر پور خاص میں جا کر آباد ہوں تو پورے تعاون کے ساتھ ان کے ساتھ وہاں رہیں اور وہاں جماعت کو آرگنائز کیا۔ ان کے ایک ہی بیٹے تھے ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب جو شہید ہو گئے تھے اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جنازہ عفیفہ صاحبہ اہلیہ سیوطی عزیز احمد صاحب کا ہے جو انڈونیشیا کے رئیس التبلیغ ہیں 65 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کو پھیپھڑوں کی بیماری تھی۔ یہ مولانا عبدالواحد سماٹری صاحب کی بیٹی تھیں اور خدا کے فضل سے موصیہ بھی تھیں۔ ساری زندگی انہوں نے وہیں گزاری۔ بڑی دعا گو تھیں۔ غریب پرور تھیں اور ہمارے جماعت انڈونیشیا کے امیر عبدالباسط صاحب کی یہ بہن ہیں۔ انہوں نے دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیکیوں پر قائم کرے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔

چوتھا جنازہ ہے مرزا محمد اکرم صاحب ابن مکرم مرزا محمد اسلم صاحب۔ یہ نارووال کے ایک گاؤں یا قصبے کے ہیں ان کی وفات ہوئی۔ نوجوان تو نہیں ابھی انصار اللہ میں قدم رکھا ہی تھا۔ ان کی دکان پہ ڈکیتی ہوئی اور ان کے جسم پہ 23 گولیاں لگیں جو ڈاکوؤں نے فائر کئے۔ موقع پہ انتقال کر گئے۔ بہر حال اس لحاظ سے یہ بھی شہید ہیں۔ جماعتی کاموں میں بڑے فعال تھے۔ بڑے نڈر داعی الی اللہ تھے۔ بڑے بااخلاق انسان تھے۔ مالی قربانیوں میں بڑے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ان کو مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ شہادت کے وقت یہ مقامی سیکرٹری تحریک جدید تھے۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے۔ انصار اللہ میں نگران حلقہ تھے۔ خدام الاحمدیہ کے لمبا عرصہ قائد رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خدمت کی توفیق دی۔ بچے ان کے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ 15 سال سے لے کر 7 سال تک۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صبر اور حوصلہ دے۔ ان کے درجات بلند فرمائے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے ابھی نمازوں کے بعد انشاء اللہ جنازہ غائب ادا کروں گا۔

بقیہ:اداریہ از صفحہ نمبر 2

زیادہ مالی قربانیاں بھی پیش کریں تا کہ صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کیا جائے اور عیسائیت کا زور توڑا جائے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ وقف جدید کے ماتحت اب اچھوت اقوام تک بھی اسلام کا پیغام پہنچانے کا کام شروع کر دیا ہے اور اس کے امید افزا نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔...... مجھے امید ہے کہ یہ تحریک جس قدر مضبوط ہوگی اسی قدر خدا تعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن اور تحریک جدید کے چندوں میں اضافہ ہوگا کیونکہ جب کسی کے دل میں نور ایمان داخل ہو جائے تو اس کے اندر مسابقت کی روح پیدا ہو جاتی ہے اور وہ نیکی کے ہر کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے.......... اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے دوستوں کو ہمیشہ اپنی قربانیوں کا معیار زیادہ سے زیادہ اونچا لے جانے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ دن ہمارے قریب تر آ جائے جبکہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس روح آسمان پر دیکھ کر خوش ہو جائے کہ جماعت احمدیہ نے اس فرض کو ادا کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر عائد کیا گیا تھا"۔

(الفضل 3/جنوری 1962ء)

وقف جدید کے متعلق بھی ابتدائی طور پر یہی منصوبہ تھا کہ اس سے پاکستان اور ہندوستان کے دیہات میں مذہبی تعلیم و تربیت کو عام کرنے کا قائم کام کیا جائے گا تاہم جماعت نے اپنے اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس تحریک میں اس قدر مفید، مؤثر اور نتیجہ خیز کام کیا کہ آہستہ آہستہ یہ تحریک بھی ایک عالمی تحریک بن گئی۔ گویا وہ بیج جو حضرت مصلح موعودؓ نے بویا تھا اس سے پیدا ہونے والا درخت ساری دنیا پر سایہ فگن ہو گیا اور جماعت دنیا بھر میں تزکیۂ نفس اور روحانی تربیت کے اس پروگرام سے برابر استفادہ کر رہی ہے جو ہر آنے والے دن میں پہلے سے کہیں آگے ہوتا ہے۔

مصلح موعود کی علامات میں "وہ جلد جلد بڑھے گا" کا نظارہ تو حضورؓ کی زندگی میں ہی نظر آتا تھا مگر ترقی دوام کا یہ سلسلہ "خدا کا سایہ اس پر ہوگا" کا ایک ثبوت ہے۔ (عبدالباسط شاہد)

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے

صد سالہ خلافت جوبلی جلسہ کا بابرکت اور شاندار انعقاد

(رپورٹ: فرید احمد تبسم۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ تنزانیہ نے ایک خصوصی جلسہ کا انعقاد کیا جو کیٹونگا۔ دارالسلام میں 27/مئی 2008ء کو منعقد ہوا۔

اس جلسہ کی تیاری کئی ماہ پہلے شروع کی گئی تھی۔ دارالسلام سے 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر کیٹونگا (Kitonga) میں خریدی گئی اراضی کو وقار عمل کے ذریعہ تیار کیا گیا۔ مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ بنائے گئے۔ اور ایک خوبصورت سٹیج بھی بنایا گیا جس کو خوبصورت بینرز کے ساتھ سجایا گیا۔

انتظامی لحاظ سے جلسہ سالانہ کی طرز پر افسر جلسہ سالانہ، افسر جلسہ گاہ، افسر خدمت خلق وغیر مقرر کئے گئے اور مرکزی عہدیداروں نے متعدد مرتبہ جلسہ گاہ کا معائنہ کیا تا کہ سارے انتظامات احسن طور پر انجام پا سکیں۔

27/مئی کا دن وہ دن تھا جس کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے کیا گیا۔

ٹھیک 9 بجے لوائے احمدیت اور تنزانیہ کا قومی پرچم لہرانے کی تقریب ہوئی۔ جس کے بعد چھ خدام جنہوں نے بہت خوبصورت یونیفارم پہن رکھے تھے لوائے احمدیت اور تنزانیہ کے قومی پرچم کے اردگرد پہرے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

پہلا اجلاس

ساڑھے نو بجے جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا سواحیلی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد سواحیلی زبان میں نظم ہوئی جس کے بعد مکرم علی سعید موسیٰ صاحب امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ نے تقریر کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ اور خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وعدہ پورا فرما دیا ہے۔ اور اس وقت ہم خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔

اس کے بعد مکرم معلم عبداللہ بانگا صاحب نے خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مشابہت کے موضوع پر تقریر کی۔

بعدہ مکرم بکر عبید صاحب مبلغ سلسلہ نے خدام کے ہمراہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پڑھا۔ جس کے بعد ناصرات کے ایک گروپ نے بھی ایک قصیدہ پڑھا۔

اگلی تقریر عبدالرحمٰن آمے صاحب نے "خلافت احمدیہ کی دوسری صدی اور ہمارے فرائض" کے عنوان پر تقریر کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام پڑھے جانے کے بعد یہ سیشن اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ ہوا جس کے بعد مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب مشنری انچارج اور بعض دیگر مہمانوں کی تقاریر اور مکرم امیر صاحب کی اختتامی تقریر کا پروگرام تھا لیکن تنزانیہ کے وقت کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے Live خطاب کی وجہ سے دوسرے اجلاس کے پروگرام میں تبدیلی کی گئی۔

دوسرے اجلاس کی کارروئی کا آغاز براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے ہوا جو تنزانیہ کے وقت کے مطابق پانچ بجے ختم ہوا۔ تمام احباب نے حضور ایدہ اللہ کا خطاب براہ راست دیکھا اور سنا اور وفا کا عہد دہرایا۔ اس عہد اور خطاب کے بعد تمام احباب حضور انور کے ساتھ اجتماعی دعا میں شامل ہوئے۔

جوبلی عشائیہ

اس کے بعد تمام مجلس عاملہ، مبلغین سلسلہ اور دوسرے علاقوں سے تشریف لائے ہوئے عہدیداران Pecock Hotel روانہ ہوئے جہاں ایک خصوصی عشائیہ پیش کیا گیا۔

اس کے علاوہ بعض اور پروگرام بھی ہوئے جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

1۔ ملک کے مختلف اطراف سے آئے ہوئے احباب جماعت نے Kitonga کے جماعتی سینٹر میں ہی (38 عورتوں اور 189 مردوں نے) خون کے عطیات دئے۔

2۔ جماعت احمدیہ تنزانیہ کی طرف سے مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ میں احباب جماعت میں خلافت احمدیہ کی دوسری صدی شروع ہونے پر سویٹس اور بسکٹ تقسیم کئے۔

3۔ اس مبارک موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے طور پر چار گائیاں اور 11 بکرے ذبح کئے گئے۔

4۔ دارالسلام میں منازی موجا (Mnazi Mmoja) کے مقام پر ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ اس نمائش میں جماعت احمدیہ تنزانیہ اور مشرقی افریقہ کی تاریخ سے متعلقہ تصاویر اور کتابیں رکھی گئیں تھیں۔ یہ نمائش دو دن جاری رہی اور قریباً تین صد افراد نے استفادہ کیا۔

اس موقع پر حاضری 2109 تھی۔

ہمسایہ ممالک موزمبیق سے چھ، برونڈی سے پانچ اور ملاوی سے تین نمائندگان شامل ہوئے۔

خلافت جوبلی کے حوالہ سے اخبارات نے غیر معمولی کوریج دی۔ تنزانیہ کے پانچ بڑے اخبارات اور تین ریڈیو سٹیشن نے جلسہ خلافت جوبلی کی خبروں کو نشر کیا۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت تنزانیہ کو اپنے فضلوں سے نوازے اور خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں جماعت دن بدن ترقی کی شاہراہ پر چلتی چلی جائے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے تحت مختلف علاقوں میں
جلسہ ہائے صدسالہ خلافت جوبلی کے بابرکت انعقاد

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے تحت صدسالہ خلافت احمدیہ جوبلی کے سلسلہ میں مختلف علاقوں میں کامیاب جلسے منعقد کئے گئے۔ چند ایک جلسوں کی رپورٹ بغرض دعا قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

ٹانگا ریجن(Tanga Region)

جماعت احمدیہ ڈالونی(Daluni):

صوبہ ٹانگا کی جماعت ڈالونی میں 7/جولائی 2008ء کو ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ٹانگا سے بھی 8 افراد پر مشتمل ایک وفد شامل ہوا۔ جلسہ کی کارروائی ٹھیک نو بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جس کا سواحیلی زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد سواحیلی میں ایک نظم پڑھی گئی۔ نظم کے بعد مکرم فرید احمد تبسم صاحب مبلغ سلسلہ نے افتتاحی تقریر کی۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام سواحیلی زبان میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اس پیغام کے بعد مکرم معلم احمد حمیسی صاحب اور مکرم حمیدی ماکانڈو صاحب نے خلافت احمدیہ کے حوالہ سے تقاریر کیں۔

صدسالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے جماعت احمدیہ ڈالونی میں علمی مقابلے بھی ہوئے۔

آخر میں مکرم فرید احمد تبسم صاحب نے اختتامی تقریر کی اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ شاعوری مویو (Shauri Moyo)

14/جولائی 2008ء کو 9 افراد کا ایک وفد ٹانگا سے شاعوری مویو پہنچا۔ 9 بجے جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم فرید احمد تبسم صاحب مبلغ سلسلہ ٹانگا نے افتتاحی تقریر کی اور حضور انور کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اس پیغام کے بعد ناصرات نے سواحیلی زبان میں ایک قصیدہ پڑھا۔

قصیدہ کے بعد مکرم حمیدی ماکانڈو صاحب اور مکرم معلم نجات فیکم صاحب نے تقاریر کیں۔

صدسالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے جماعت احمدیہ ڈالونی میں تلاوت، اذان، تقاریر، دینی معلومات اور پیغام رسانی کے مقابلے بھی ہوئے۔

آخر پر مکرم فرید احمد تبسم صاحب نے اختتامی تقریر کی اور دعا کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا اختتام ہوا۔ اس موقع پر حاضری 50 رہی۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

جماعت احمدیہ ایم ٹی ٹی:

14/جولائی 2008ء کو یہی وفد شاعوری مویو سے ایم ٹی ٹی پہنچا۔ احباب جماعت نے استقبال کیا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا سواحیلی ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد معلم عماری صاحب نے سواحیلی میں ایک نظم پیش کی۔

نظم کے بعد مکرم فرید احمد تبسم صاحب مبلغ سلسلہ نے افتتاحی تقریر کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اور پھر مکرم حمیدی ماکانڈو صاحب اور مکرم معلم عماری صاحب نے تقاریر کیں۔

صدسالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے علمی مقابلے بھی ہوئے۔ اختتامی تقریب سے قبل انعامات تقسیم کئے گئے۔ آخر پر مکرم فرید احمد تبسم صاحب نے اختتامی تقریر کی اور جلسہ کی کارروائی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ جلسہ اللہ کے فضل سے کامیاب رہا۔

جماعت احمدیہ ڈونگے (Donge)

15/جولائی 2008ء کو یہاں بھی جلسہ ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور سواحیلی ترجمہ کے بعد مکرم بکاری جمعہ صاحب نے سواحیلی میں نظم پڑھی۔

مکرم فرید احمد تبسم صاحب مبلغ سلسلہ نے افتتاحی تقریر کی اور حضور انور کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم معلم عثمان کنڈا صاحب اور محمد تاٹا صاحب نے صدسالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے تقریریں کیں۔

یہاں بھی علمی مقابلے ہوئے جن میں جیتنے والوں کو انعام دئے گئے۔ اختتامی تقریر کے بعد دعا سے اختتام ہوا۔

جماعت احمدیہ موان زانگے (Mwan Zange)

21/جولائی 2008ء کو یہاں بھی جلسہ ہوا۔ جلسہ گاہ کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا تھا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا سواحیلی زبان میں ترجمہ پیش ہوا اور ابراہیم رمضان صاحب نے سواحیلی میں نظم پیش کی۔

مکرم فرید احمد تبسم صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ حضور انور کے پیغام کے بعد مکرم عباس ہیکیٹی صاحب اور نصیب کی گالُو صاحب نے خلافت کے بارہ میں تقاریر کیں۔ اختتامی تقریب سے قبل علمی مقابلوں کے انعامات تقسیم ہوئے۔ اور اختتامی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں حاضری اچھی رہی۔

جماعت احمدیہ انگامیانی(Ngamiani)

28/جولائی 2008ء کو یہاں خلافت جوبلی کا جلسہ ہوا۔ ٹھیک دس بجے تلاوت قرآن کریم کے بعد سواحیلی زبان میں نظم ہوئی۔ مکرم فرید احمد تبسم صاحب نے افتتاحی تقریر کی جس کے بعد حضور انور کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ پیغام کے بعد مکرم کاگوٹا صاحب اور مالک کوذیوا صاحب نے خلافت کے بارہ میں تقاریر کیں۔

اختتامی تقریر سے قبل تلاوت قرآن کریم، دینی معلومات، رسہ کشی، میوزیکل چیئرز اور سو میٹر کی دوڑ کے مقابلوں میں انعامات جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اختتامی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔

جماعت احمدیہ اُگ وینو (Ugweno)

ٹانگا کی جماعت احمدیہ اُگ وینو میں خلافت جوبلی کا جلسہ 5/اگست کو ہوا۔ جب مرکزی وفد پہنچا تو فضا نعرہ تکبیر سے گونجی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا سواحیلی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ سواحیلی نظم کے بعد مکرم فرید احمد تبسم صاحب نے افتتاحی تقریر کی اور حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ پیغام کے بعد مکرم معلم عبداللہ صاحب اور حمیسی سعید صاحب نے خلافت کے بارہ میں تقاریر کیں۔

اس جماعت میں بھی علمی وورزشی مقابلے ہوئے جن میں جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اور اختتامی تقریر کے بعد دعا سے یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

جماعت احمدیہ لُومبوا (Lumbwa)

12/اگست 2008ء کو صدسالہ خلافت جوبلی جلسہ کے لئے ٹانگا کی جماعت لُومبوا میں ٹانگا سے 8 افراد کا قافلہ لُومبوا پہنچا تو ان کا استقبال نعروں سے کیا گیا۔

جلسہ کا آغاز نو بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد سواحیلی زبان میں ایک نظم پیش کی گئی۔

نظم کے بعد فرید احمد تبسم صاحب مبلغ سلسلہ ٹانگا نے افتتاحی تقریر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔ اختتامی خطاب کے بعد دعا سے اس جلسہ کا اختتام ہوا۔

جلسہ خلافت جوبلی Mahukura جماعت

مذکورہ جماعت تنزانیہ کے جنوبی علاقہ میں موزنبیق (Mozumbique) کے بارڈر کے قریب ایک الگ تھلگ جماعت ہے جو صرف 17 نفوس پر مشتمل ہے۔ اس جماعت میں کوئی معلم بھی نہیں ہے۔ کبھی کبھار کوئی معلم کچھ دنوں کے لئے چلا جاتا ہے۔

خلافت جوبلی کے سلسلہ میں اس جماعت میں بھی ایک چھوٹا سا جلسہ منعقد کیا گیا تاکہ ان لوگوں کو خلافت کی اہمیت وافادیت کے بارہ میں بتایا جاسکے۔

22/جولائی 2008ء کو یہ جلسہ منعقد کیا گیا جس کی اطلاع قبل از وقت احباب جماعت کو کردی گئی تھی اور غیر از جماعت افراد کو بھی مدعو کیا گیا۔

جلسہ کا آغاز نماز جمعہ کے بعد ہوا۔ لوکل صدر مکرم یاسین صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور سواحیلی زبان میں اس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد معلم صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور جلسہ کے انعقاد کا مقصد بیان کیا اور اپنی تقریر میں خلافت کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی۔ برکات خلافت کے متعلق حاضرین جلسہ کو بتایا کہ احمدیت سے باہر کی دنیا ایسی تمام برکات اور فیوض سے محروم ہے۔

اجتماعی دعا کے بعد یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔ جس میں کل 25 افراد تھے جن میں سے 10 غیر از جماعت احباب تھے۔ جلسہ کے دن شکرانے کے طور پر ایک بکرا بھی ذبح کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس چھوٹی سی جماعت کے لئے یہ جلسہ بہت بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔

جلسہ خلافت جوبلی Namtumbo

اس جماعت کو 13/جولائی 2008ء کو خلافت جوبلی کے سلسلہ میں حلقہ کی سطح پر جلسہ منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں سات جماعتوں کے احباب نے شرکت کی۔

جلسہ کا آغاز صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم مالکی رجب صاحب معلم سلسلہ نے خلافت احمدیہ کے حوالہ سے ایک نظم سواحیلی زبان میں پیش کی۔

اجتماعی دعا کے بعد ریجنل صدر صاحب نے تعارف کروایا اور مختصر افتتاحی تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام سواحیلی زبان میں پڑھ کر سنایا گیا۔

پیغام کے بعد ''امام مہدی کی آمد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں'' اور اسی طرح ''جماعت احمدیہ میں خلافت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی'' کے عنوان پر مکرم معلم قیس علی صاحب نے تقریر کی۔

اس تقریر کے بعد ڈسٹرکٹ کمشنر (D.C.) کے نمائندے نے اظہار خیال کیا۔ انہوں نے نوجوان نسل کو مخاطب کرتے ہوئے نصیحت کی کہ وہ اپنی غلط عادتوں کو خاص طور پر نشہ آور اشیاء کے استعمال کو چھوڑیں کیونکہ اسی میں معاشرہ کی بھلائی ہے۔ انہوں نے جماعت کا شکریہ بھی ادا کیا کہ وہ اپنے جلسوں میں سرکاری لوگوں کو بھی شامل کرتی ہے اور اپنے امن پسند ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔

اس کے بعد Kilamga Langa سے آئی ہوئی ناصرات نے خلافت جوبلی کے حوالہ سے ایک نظم سواحیلی زبان میں پیش کی۔

نظم کے بعد معلم مالک رجب صاحب نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنحضرت ﷺ سے محبت'' کے عنوان سے تقریر کی۔

کھانے اور نمازوں کے بعد جلسہ کا اختتامی اجلاس تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد سواحیلی نظم پیش کی گئی۔ جس کے بعد ریجنل مشنری صاحب نے اختتامی تقریر کی جس کا موضوع ''خلافت کی اہمیت و افادیت'' تھا۔ آپ نے اس میں حاضرین جلسہ کو خلافت کی اہمیت بیان کی اور بتایا کہ آج جماعت احمدیہ ہی ان برکات کی حامل ہے۔

خلافت جوبلی جلسہ کی تیاری میں خدام، انصار اور لجنہ نے وقار عمل میں بھرپور انداز میں شرکت کی۔ مسجد اور ماحول کی صفائی کی۔ احباب نے مالی قربانی بھی خوب جذبے سے کی۔ جلسہ میں شرکت کے لئے غیر از جماعت مہمانوں کے علاوہ سرکاری افسران کو بھی دعوت دی گئی۔

خلافت جوبلی کے سلسلہ میں کھیلیں بھی کروائی گئیں۔ اسی طرح شکرانے کے طور پر دو بکرے بھی ذبح کئے گئے۔ جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد انتہائی خوشکن تھی۔ الحمدللہ

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ اور تحریک جدید

(محمد مقصود احمد منیب)

(تیسری اور آخری قسط)

تحریک جدید میں دفتر کی تقسیم کا زمانی پہلو

تحریک جدید کے چاروں دفاتر کا عمومی ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے 2004ء میں دفتر پنجم کا آغاز فرمایا۔ حضور انور نے پہلے چاروں دفاتر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اب مَیں دوبارہ تحریک جدید کے نئے مالی سال کی طرف، جو شروع ہونا ہے، آتا ہوں۔ لیکن اس سال کے شروع میں جہاں مالی پوزیشن بتائی جاتی ہے چندوں کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے، وہاں ساتھ ہی نئے سال کا اعلان بھی کیا جاتا ہے۔ تو اعلان کرنے سے پہلے اس کا جو تھوڑا سا تاریخی حصہ رہ گیا تھا وہ میں بتا دیتا ہوں۔ تحریک جدید جیسا کہ مَیں نے بتایا، پہلا دور دس سال کا تھا۔ حضرت مصلح موعود نے شروع کیا تو اس وقت آپ نے اس دور کو دفتر کہا۔ 1934ء میں جب شروع کیا تو وہ دس سال کے لیے تھا۔ وہ دفتر اوّل کہلاتا تھا۔ اس میں جیسا کہ میں نے بتایا پانچ ہزار مجاہدین شامل تھے۔ پھر کام کی نوعیت کے لحاظ سے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر جیسا کہ مَیں نے کہا آپ نے اس کو مزید آگے بڑھا دیا، دس سال سے زائد کر دیا اور اس دوسرے دور کو دفتر دوم کا نام دیا گیا۔ شروع میں تو دفتر دوم کا کوئی معین عرصہ نہیں تھا، جہاں تک مَیں نے دیکھا ہے، لیکن بعد میں آپ کا ایک ارشاد ملتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ آئندہ یہ دفتر قائم ہوتے چلے جائیں گے اور ہر دور، ہر دفتر 19 سال کا ہوگا۔ لیکن دفتر دوم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی لمبی بیماری کی وجہ سے بند نہ ہوا اور اس وقت، 1964ء میں دفتر سوئم جاری ہونا چاہیے تھا۔ لیکن دفتر سوم اس وقت جاری نہ ہو سکا اور 1966ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نئے آنے والوں کے لئے دفتر سوم کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ کیونکہ یہ حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں شروع ہونا چاہئے تھا اس لئے مَیں اس کو یکم نومبر 1965ء سے شروع کرتا ہوں۔ تو اس طرح سے یہ دفتر حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت سے منسوب ہو جائے گا۔ کیونکہ حضرت مصلح موعودؓ کی وفات 9/نومبر 1965ء کو ہوئی تھی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ کیونکہ اعلان مَیں کر رہا ہوں اس لئے اس کا ثواب مجھے بھی مل جائے گا۔ تو بہرحال اس دفتر سوم کا اعلان خلافت ثالثہ میں ہوا تھا اور پھر دفتر چہارم کا آغاز 19 سال بعد 1985ء میں خلافت رابعہ میں ہوا اور اس اصول کے تحت کہ (وہ جو حضرت مصلح موعودؓ نے اصول رکھا تھا کہ 19 سالہ دور ہوگا) آج 19 سال پورے ہونے پر دفتر چہارم کو بھی 19 سال پورے ہو گئے ہیں اس لئے آج سے دفتر پنجم کا آغاز ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب آئندہ سے جتنے بھی نئے مجاہدین تحریک جدید کی مالی قربانی میں شامل ہوں گے وہ دفتر پنجم میں شامل ہوں گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر2004ء)

اسی تسلسل میں آپ نے مزید ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

''ایک تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ نئے بیعت میں شامل ہونے والوں کو، احمدیت میں شامل ہونے والوں کو مالی قربانی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ ایسے تمام لوگوں کو اب مَیں اس ذریعہ سے دفتر کو ہدایت کر رہا ہوں کہ چاہے جو گزشتہ سالوں میں احمدی ہوئے ہیں لیکن تحریک جدید میں شامل نہیں ہوئے ان سب کو اب تحریک جدید میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کا شمار اب دفتر پنجم میں ہوگا۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اگر ان کو بتایا جائے کہ مالی قربانی دینی ضروری ہے اور ان کو بتائیں کہ تمہارے پاس جو یہ احمدیت کا پیغام پہنچا ہے یہ تحریک جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کی وجہ سے ہی پہنچا ہے۔ اس لیے اس میں شامل ہوں تا کہ تم اپنی زندگیوں کو بھی سنوارنے والے بنو اور اس پیغام کو آگے پہنچانے والوں میں بھی شامل ہو جاؤ، حصہ دار بن جاؤ اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہے میرے علم میں ہے کہ ہندوستان میں بھی اور افریقہ میں بھی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کو مالی قربانی میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان کو مالی قربانی میں شامل کریں۔ پھر اس دفتر پنجم میں نئے پیدا ہونے والے بھی یعنی جو اب احمدی بچے پیدا ہوں گے۔ وہ دفتر پنجم میں شامل ہوں گے۔ تو بہرحال افریقہ میں جہاں بہت بڑی تعداد احمدیت میں شامل ہوئی ہے یہ ہماری سستی ہے کہ ان کو ہم مالی نظام میں شامل نہیں کر سکے۔ ایک تو اس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ بیعتیں کروانے کے بعد رابطہ صحیح نہیں رکھا پھر ان لوگوں کو مالی قربانی کی اہمیت سے صحیح طرح آگاہ نہیں کیا گیا، واقفیت نہیں کروائی گئی اور اب جب مَیں نے جماعتوں کو توجہ دلائی کہ افریقہ میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جن کے ساتھ رابطے نہیں، ان سے رابطے پیدا کریں، اسی طرح ہندوستان میں بھی۔ جب ان لوگوں سے رابطے کئے گئے تو انہوں نے شکوہ کیا کہ تم ہماری بیعت کروا کے ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور بعض لوگوں نے بڑی ناراضگی کا اظہار کیا۔ بعض ملکوں کے جب مَیں دورے پر گیا ہوں، بعضوں نے یہ بھی اظہار کیا کہ ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی گئی ہم ملنے کے لیے آ جاتے، وہ نہیں آ سکے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم احمدیت پر قائم ہیں لیکن جو تم لوگوں نے رویہ رکھا ہے اگر کچھ عرصہ اور تم نہ آتے اور ہم سے رابطے نہ کرتے تو پھر ہم انہی اندھیروں میں چلے جاتے جن میں پہلے پڑے ہوئے تھے۔ تو جماعتوں کو مَیں دوبارہ آج پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ان رابطوں کو قائم کریں اور وسیع کریں اور تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اپنی سستیاں دور کریں اور ان نئے لوگوں کو بھی مالی قربانیوں میں شامل کریں۔ چاہے وہ ٹوکن کے طور پر ہی تھوڑا بہت دے رہے ہوں۔ اس طرح جیسا کہ میں نے کہا جو نئے بچے ہیں ان کو بھی ماں باپ شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اس مالی قربانی میں شامل کریں اور خاص طور پر واقفین نو بچے تو ضرور، بلکہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اس میں شامل ہونا چاہیے۔ بلکہ بعض احمدیوں کا ایمان تو اس سے بھی تازہ ہوتا ہے کہ کسی کے اولاد نہیں ہوتی تھی تو انہوں نے تحریک جدید میں اپنے بچوں کے نام پر بھی چندہ دینا شروع کر دیا۔ 100 روپے بچے کے حساب سے 400 روپے دینے شروع کر دیئے (پاکستان کی بات ہے) اور اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ کچھ عرصے بعد ان کے ہاں اولاد کی امید پیدا ہوئی اور اب چار بچے ہو گئے۔ جتنے بچوں کا چندہ دیتے تھے اتنے بچے اللہ تعالیٰ نے دے دیئے۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ فوری طور پر نظارے دکھا دیتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے چاہے بچوں کی طرف سے معمولی رقم ہی دیں لیکن اخلاص سے دی ہوئی یہ معمولی رقم بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑا اجر پانے والی ہوتی ہے اور جماعت میں اللہ تعالیٰ بہت سوں کو یہ نظارے دکھاتا ہے اور پھر اسی چندے کی وجہ سے، ان برکتوں کی وجہ سے، پھر آپ کے گھر برکتوں سے بھرتے چلے جائیں گے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر2004ء)

تحریک جدید کی رمضان المبارک کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ دفتر پنجم کا آغاز بھی رمضان المبارک میں ہوا چنانچہ حضور انور نے فرمایا:

''پس اس رمضان میں، اس آخری عشرے میں، خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں اور جن جن ملکوں میں احمدیت کے خلاف منافرت اور شر پھیلایا جا رہا ہے ان کے لیے بھی دعائیں کریں اور ان لوگوں کے لیے بھی دعائیں کریں جنہوں نے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ دفتر پنجم کا بھی اللہ تعالیٰ نے آغاز رمضان میں بلکہ اس آخری عشرے میں کروایا ہے اس میں بھی بے انتہا برکت ڈالے اور جیسا کہ میری خواہش ہے کہ اس میں لاکھوں پہلے سال ہی شامل ہو جائیں تا کہ قربانیاں کرنے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر2004ء)

طالب علموں کو چندہ کی تحریک

حضور انور نے طالب علموں کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ بچے جب پاس ہوتے ہیں تو ان کو بھی چندہ دینے کی طرف راغب کریں کہ فوراً اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ کچھ نکالیں جس سے ان کی تربیت بھی ہوگی اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان اور جذبہ بڑھیں گے۔ چنانچہ حضور انور نے فرمایا:

''ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مدّ بیوت الذکر بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی۔ ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقع پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی۔ وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندہ دیتے تھے یا اپنے جیب خرچ سے دیتے تھے۔ یہ مدّ اب بھی شاید ہو۔ حالات کی وجہ سے پاکستان میں۔ تو مَیں اِس پر زور نہیں دیتا لیکن باہر پتہ نہیں، ہے کہ نہیں اور اِسے اب بیرون کہنے کی تو ضرورت بھی نہیں۔ عموماً بیوت الذکر کی ایک مدّ ہونی چاہئے اِس میں جب بچے پاس ہو جائیں تو اُس وقت یا کسی اَور خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں چندہ دیا کریں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے کونے کونے میں بے شمار احمدی بچے امتحانوں میں پاس ہوتے ہیں۔ اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اِس طرف توجہ دیں، اُن کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اِس موقع پر وہ اِس مَدّ میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اِس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اِس بارہ میں اپنے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں ترغیب دلائیں تو اللہ تعالیٰ ان والدین کو بھی خاص طور پر اِس ماحول میں بہت سی فکروں سے آزاد فرما دے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11نومبر2005ء)

تحریک جدید نظام وصیت کے لئے بطور ارہاص ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کو نظام وصیت کا ارہاص قرار دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

''حضرت مصلح موعود نے ایک وقت فرمایا تھا کہ تحریک جدید کا جو نظام ہے، تحریک ہے، یہ نظام وصیت کے لیے ارہاص کے طور پر ہے یعنی اس کی وجہ سے نظام وصیت بھی مضبوط ہوگا۔ یہ مالی قربانیوں کی عادت ڈالنے کی بنیاد ہوگی۔ یہ پیش رَو ہے، یہ آگے چلنے والی چیز ہے، اطلاع دینے والا جو ایک دستہ ہوتا ہے، اس طرح ہے۔ لوگوں کو اطلاع دیتا چلا جائے گا کہ ایک عظیم نظام اس کے پیچھے آ رہا ہے، یہ نظام وصیت کہلائے گا اور جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ نظام وصیت کے ساتھ نظام خلافت کا بھی بڑا گہرا تعلق ہے۔ اب اس نظام وصیت کے ساتھ ہی قربانیوں کے معیار بھی بڑھنے ہیں تو پہلے قربانیوں کی عادت ڈالنے کے لیے تحریک جدید کا نظام ہی ہے اور پھر ان قربانیوں کے معیار بڑھنے سے حقوق العباد کے ادا کرنے کے معیار بھی بڑھیں گے۔ پس جماعتیں اس طرف بھرپور توجہ دیں، خاص طور پر توجہ دیں تا کہ آئندہ نظام وصیت بھی مضبوط بنیادوں پر اس قربانی کی وجہ سے قائم ہو۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5نومبر2004ء)

ابتدائی پانچ ہزار مجاہدین کے کھاتے زندہ رکھیں

ابتدائی پانچ ہزار مجاہدین تحریک جدید کے کھاتے زندہ رکھنے کی جو تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے چلائی تھی اس کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے بھی جاری رکھنے کی نصیحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

''اب گزشتہ سال کے کوائف بتانے سے پہلے یہ بھی بتا دوں کہ گزشتہ سال مَیں نے اعلان کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں یہ توجہ دلائی تھی کہ دفتر اول کے پانچ ہزار مجاہدین کے کھاتے کبھی مردہ نہیں ہونے چاہئیں۔ ان بزرگوں کے لواحقین کو کوشش کرنی چاہئے، ان کے وُرثا کو کوشش کرنی چاہئے کہ جو کھاتے ختم ہو گئے ہیں وہ دوبارہ زندہ ہوں لیکن اُس وقت کیونکہ براہ راست سننے

کا ذریعہ نہیں تھا اور ہر ایک تک خبر بھی نہیں پہنچی ہوگی۔ شاید اسی لیے اس اعلان کے باوجود لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی لیکن گزشتہ سال میرے توجہ دلانے پر ان بزرگوں کی اولادوں نے بھی یا دوسروں نے بھی کافی رقوم بھیجی ہیں اور تقریباً ساڑھے تین ہزار کے قریب مردہ کھاتے زندہ ہو چکے ہیں اور یہ رقوم جو آئی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ہر سال اس آخری ادائیگی کے مطابق جو ان مجاہدین نے کی تھی سوائے ان کے جن کے ورثا نے خود کھاتے جاری کروائے ہیں باقی جو کھاتے ہیں وہ ان کی آخری ادائیگی کے مطابق جاری کر دیئے گئے ہیں اور انشاء اللہ جاری رہیں گے اور یہ تسلسل قائم رہے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11نومبر2005ء)

مطالبات تحریک جدید کے بارہ میں ارشادات:

مطالبات تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ نے جب تحریک جدید کا آغاز فرمایا تو اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی مختلف سالوں میں اس تحریک جدید کے بارہ میں جماعت کی راہنمائی فرماتے رہے کہ اس کے کیا مقاصد ہیں اور کس طرح ہم ان مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس وقت شروع میں آپ نے جماعت کے سامنے 19 مطالبات رکھے اور پھر بعد میں مزید بھی رکھے۔ یہ تمام مطالبات ایسے ہیں جو تربیت اور روحانی ترقی اور قربانی کے معیار بڑھانے کے لیے بہت ضروری ہیں اور آج بھی اہم ہیں، جماعتوں کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

1) سادہ زندگی کا قیام:

چنانچہ مطالبات تحریک جدید کے بارہ میں مجموعی طور پر اور پہلے مطالبہ سادہ زندگی کے قیام کے بارہ میں خصوصاً فرمایا:

''پہلا مطالبہ سادہ زندگی کا ہے۔ آج جب مادیت کی دَوڑ پہلے سے بہت زیادہ ہے اِس طرف احمدیوں کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ سادگی اختیار کرکے ہی دین کی ضروریات کی خاطر قربانی دی جا سکتی ہے۔ بعض لوگوں کو بلا ضرورت گھروں میں بے تحاشا مہنگی سجاوٹیں کرنے کا شوق ہوتا ہے، سجاوٹ تو ہونی چاہیئے، صفائی بھی ہونی چاہیئے، خوبصورتی بھی ہونی چاہیئے لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سجاوٹ صرف مہنگی چیزوں سے ہی ہوتی ہے۔ تو بہت سارے ایسے بھی ہیں جو پیسے جوڑتے ہیں تاکہ سجانے کی فلاں مہنگی چیز خریدی جائے، بجائے اس کے کہ یہ پیسے جوڑیں کہ فلاں کام کے لیے چندہ دیا جائے۔ پھر شادیوں، بیاہوں پر فضول خرچیاں ہوتی ہیں۔ اگر یہی رقم بچائی جائے تو بعض غریبوں کی شادیاں ہو سکتی ہیں، مساجد کی تعمیر میں دیا جا سکتا ہے، اور کاموں میں دیا جا سکتا ہے، مختلف تحریکات میں دیا جا سکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

3) دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب:

تحریک جدید کا تیسرا مطالبہ ہے کہ ہر قسم کے گندے لٹریچر کا جواب تیار کریں۔ چنانچہ اس مطالبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''آج کل بھی اسلام پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے ہو رہے ہیں۔ اکثر ملکوں میں خدام الاحمدیہ کے ذریعہ مجلس سلطان القلم اچھی آرگنائز ہے لیکن ابھی بھی اس میں بہتری کی گنجائش ہے۔ پھر آج کل مغربی معاشرے میں نام نہاد صوفی ازم بہت چلا ہوا ہے اس سے متأثر ہو کر مغرب میں نوجوان غلط راہوں پر چل پڑے ہیں۔ مغربی معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی بہت نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پچھلے دنوں کسی نے ایک کتاب بھی لکھی جو کرسمس سے پہلے آئی اور یہاں کی بہترین کتاب، BEST SELLER کتاب کہلاتی ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کی نفی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی نفی کی کوشش کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار بھی یہاں مغرب میں فیشن بنتا جا رہا ہے۔ تو جماعتی پروگرام کے تحت بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی اس چیز پر نظر رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اپنے بچے، لڑکے، نوجوان بچیاں ان چیزوں سے متأثر نہ ہوں۔ اس کے جواب کے پروگرام بنائیں۔ صرف یہ کہنا کہ نہیں فضول ہے اس کی بجائے باقاعدہ دلیل کے ساتھ جواب تیار ہونے چاہئیں۔ جو مختلف سوال اُٹھ رہے ہیں وہ یہاں مرکز میں بھی بھجوائیں، مجھے بھی بھجوائیں تاکہ ان کے ٹھوس جواب بھی تیار کئے جائیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

9) رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں:

وقف عارضی اور رخصت کے ایام خدمت دین کے لیے وقف کرنے کا مطالبہ تحریک جدید کا نواں مطالبہ ہے۔ چنانچہ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

''ایک مطالبہ وقف عارضی کا ہے اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ باہر کی دنیا میں (باہر سے مراد یورپ اور مغربی ممالک، افریقہ وغیرہ ہیں) اگر آرگنائز کر کے اس مطالبے پر سارے نظام پر کام کیا جائے تو اپنوں کی تربیت کے لحاظ سے بھی اور تبلیغ کے لحاظ سے بھی بہت بہتری پیدا ہوگی۔ جماعتیں اس طرف بھی توجہ کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

12) وقف بعد از ریٹائرمنٹ:

تحریک جدید کا ایک مطالبہ یعنی بارھواں مطالبہ یہ ہے کہ پنشنرز اصحاب اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ چنانچہ اس بارہ میں حضور انور نے فرمایا:

''پھر وقف بعد از ریٹائرمنٹ ہے۔ ان مغربی ممالک میں بھی جماعتی ضروریات بڑھ رہی ہیں اور یہاں کیونکہ حکومت کی طرف سے، اداروں کی طرف سے سہولتیں ملتی ہیں اس لیے جو احمدی ریٹائرمنٹ کے بعد یہ سہولیات لے رہے ہیں ان کو اپنے آپ کو جماعتی خدمات کے لیے پیش کرنا چاہیئے۔ جماعت سے مالی مطالبہ نہ ہو کیونکہ ان کی ضروریات تو ان سہولتوں سے جو وہ حکومت سے یا اداروں سے لے رہے ہیں یا پنشن وغیرہ سے جو رقم ملی ہے اس سے پوری ہو رہی ہیں۔ بعض لوگ تو ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ کام تلاش کرتے ہیں کیونکہ بعض ایسی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جن کو پورا کرنا ہوتا ہے بچے وغیرہ ابھی پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تو بہرحال جن کی ذمہ داریاں ایسی نہیں ہیں اور اگر صحت اچھی ہے تو ان کو اپنے آپ کو جماعتی خدمات کے لیے رضاکارانہ طور پر پیش کرنا چاہیئے لیکن بعض دفعہ ذہنوں میں یہ بات آجاتی ہے کہ شاید ہم رضاکارانہ کام کر کے جماعت پر کوئی احسان کر رہے ہیں تو اگر اپنے آپ کو پیش کرنا ہو تو اس سوچ کے ساتھ آئیں کہ اگر ہم سے کوئی جماعتی خدمت لے لی جائے تو جماعت اور خدا تعالیٰ کا ہم پر احسان ہوگا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

15) بے کاری کو دور کیا جائے:

تحریک جدید کا پندرھواں مطالبہ یہ ہے کہ بے کار دنیا میں نکل جائیں خود کمائیں اور کھائیں اور دعوت الی اللہ بھی کرتے پھریں۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک مطالبہ نوجوانوں کا بے کاری کی عادت ختم کرنے کا تھا۔ یہ بھی بڑی خطرناک بیماری ہے اور بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ پاکستان میں بعض بے کار نوجوان اس لئے بے کار ہیں کہ یا تو ان کے جو رشتہ دار، والدین، بھائی وغیرہ باہر ہیں وہ باہر سے رقم بھیج دیتے ہیں اس لیے ذمہ داری کا احساس نہیں یا اس امید پر بیٹھے ہیں کہ باہر جانا ہے۔ اب باہر جانا بھی اتنا آسان نہیں رہا، ان لوگوں کو بھی غلط امیدوں پر نہیں بیٹھنا چاہیئے اور جو آتے ہیں ان کے بھی یہاں اتنی آسانی سے کیس پاس نہیں ہوتے اس لیے بلاوجہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے اور دھوکے میں نہ رہیں۔ اپنے نفس کو دھوکہ نہ دیں اور اپنے آپ کو سنبھالیں۔ جماعت اور ذیلی تنظیموں کو بھی اس بارے میں معین پروگرام بنانا چاہیئے اور نوجوانوں کو سنبھالنا چاہیئے۔ یہ لوگ جو فارغ بیٹھے ہیں، فارغ بیٹھے یہ مطالبے کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمارا کسی طرح باہر جانے کا انتظام ہو جائے، بعض لڑکوں کے ماں باپ لکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے حالات خراب ہیں باہر بلوالیں، باہر بلوانا کون سا آسان ہے، یا ہماری شادی باہر کروا دیں یا جو بھی ذریعہ ہو اور ایسے لوگوں میں سے جب کسی کی شادی یہاں ہو جاتی ہے اور یہاں آجاتے ہیں تو جب ان ملکوں میں ان کا Stay پکا ہو جاتا ہے تو پھر بیویوں پر ظلم شروع کر دیتے ہیں یا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بھی ایک غلط رَو خاص طور پر پاکستان میں اور ہندوستان میں چل پڑی ہے۔ ایسے نوجوانوں کو میں کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں محنت کی عادت ڈالیں اور محنت کر کے کھائیں اس دوران میں اگر باہر کا کوئی انتظام ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن صرف اس لیے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھے رہنا کہ باہر جانا ہے اس سے بہت ساری غلط قسم کی عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور بہت ساری برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر وہ برائیاں معاشرے میں، اس ماحول میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح بعض ایسے ہیں جو یہاں آکر بھی ہنر نہیں سیکھتے، زبان نہیں سیکھتے اور ذرا سی کوئی تکلیف ہو جائے تو بیماری کا بہانہ کر کے گھر بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ مدد مل جاتی ہے اس لیے کام نہیں کرتے۔ بے کاری کی عادت کے خلاف ایسی مہم یہاں بھی چلانے کی بہت ضرورت ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

انقلاب انگیز الفاظ:

آج ایک ہی جماعت ہے اس دنیا میں جو ایک ہاتھ کے اشارہ پر اٹھتی اور ایک ہاتھ کے اشارہ پر بیٹھتی ہے اور کوئی نہیں جو ان کی اطاعت کا یہ معیار کم کر سکے۔ اللہ کے فضل محض سے خلیفۂ وقت کے ساتھ جماعت اور جماعت کے ساتھ خلیفۂ وقت کی باہمی محبت دن بہ دن ترقی پذیر ہے اور جانثاروں کا یہ قافلہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ حضور انور کو احمدیوں سے کیا توقعات ہیں اس بارہ میں حضور انور نے فرمایا:

''پس آج دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے لیے اپنے پاک مالوں میں سے قربانی پیش کرنے کے لیے نہ صرف تیار رہیں بلکہ پہلے سے بڑھ کر پیش کریں۔ اور اس کے بدلے میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اسی طرح وارث بنیں گے جس طرح وہ لوگ بنے جنہوں نے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کی طرح تمام دنیا میں ہر احمدی کو خواہ کسی بھی ملک یا نسل کا ہے خلافت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر قسم کی قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا لیکن میں پاکستانی احمدیوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ جو یہ اعزاز حاصل کر چکے ہیں اور گزشتہ کئی سالوں سے کرتے آ رہے ہیں حتی المقدور کوشش کریں گے کہ یہ ان کے پاس ہی رہے۔ آپ کی قربانیوں کی تاریخ جماعت احمدیہ کی بنیاد کے دن سے ہے جبکہ باقی دنیا کی تاریخ احمدیت اتنی پرانی نہیں اور اسی طرح قربانیوں کی تاریخ اتنی پرانی نہیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ آپ کی ہر قربانی کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پھل پھول بخشا ہے اور آئندہ قربانیاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر پھل پھول لائیں گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3نومبر2006ء)

❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

جماعت احمدیہ بینن کے ماتحت
پہلی خدام الاحمدیہ فضل عمر تربیتی کلاس

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہرؔ مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں کو خلافت کی جس نعمت سے نوازا ہے اس کی بدولت بت پرست لوگ انسان اور پھر انسان سے باخدا اور بااخلاق انسان بن رہے ہیں۔

خلافت رابعہ کے دور میں جب ایک نادان حکومت نے جماعتی ترقیات کو روکنا چاہا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے الٰہی منشاء کے مطابق ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ اب ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان معبودان باطلہ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے الوداع کہہ کے توحید کے نعرے لگاتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کی تعمیل میں ہر سال نومبائعین کی تربیت کے لئے تربیتی کلاسز کا اہتمام کیا گیا۔ ایسی کلاسوں کا انعقاد ہر ملک کی طرح بینن میں بھی ہونے لگا۔ گزشتہ سالوں میں مبلغین نے اپنے اپنے علاقوں میں یا پھر ریجن کی سطح پر اور پھر نیشنل سطح پر اپنے معلمین کے ساتھ کلاسیں منعقد ہوتیں۔ مگر امسال پہلی مرتبہ اس کلاس کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ کے سپرد کی گئی۔ اور اس کلاس کے لئے پاکستان اور دیگر ممالک کی طرح باقاعدہ سلیبس بنا کر اس کے مطابق تدریس کا کام کیا گیا۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو مدنظر رکھتے ہوئے کلمہ طیبہ، نماز، یسرنا القرآن، ارکان اسلام، بنیادی اسلامی مسائل۔ چند احادیث اور روز مرہ کام آنے والی چھوٹی چھوٹی دعائیں اور کچھ بنیادی فقہی مسائل کے لئے باقاعدہ سلیبس تیار کیا گیا۔

یہ کلاس پورتو نووو کی مسجد المہدی (جس کا حضور انور نے حالیہ دورہ کے دوران افتتاح فرمایا تھا) کے لجنہ ہال میں منعقد ہوئی۔

دوران کلاس مختلف تربیتی موضوعات پر لیکچرز بھی ہوتے رہے اور کمپیوٹر کے متعلق بنیادی معلومات بھی دی جاتی رہیں۔ نیز ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ جرمنی بھی پورے اہتمام کے ساتھ دیکھا گیا۔

یہ کلاس 13/اگست سے 26/اگست تک لگائی گئی جس کا افتتاح قائم مقام امیر بینن مکرم عیسیٰ داؤدہ صاحب نے کیا۔ جب کہ اختتامی تقریب امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب کی صدارت میں ہوئی جس میں آپ نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔

اس کلاس میں بینن کے دس ڈیپارٹمنٹس سے 104 خدام نے شرکت کی جن میں سے 82 خدام نومبائع جماعتوں سے تعلق رکھتے تھے۔ الحمدللہ

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کلاس کے نیک اثرات قائم کرے اور خدام اور عوام میں جذبۂ خدمت دین اجاگر ہو۔ آمین

✡✡✡✡✡

جماعت احمدیہ گنی کوناکری کے
پانچویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: طاہر محمود عابد۔ مبلغ سلسلہ گنی کوناکری)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے تاریخی سال میں جماعت احمدیہ گنی کوناکری کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ملکی حالات کی وجہ سے یہ جلسہ چھوٹے پیمانے پر منعقد کیا گیا اور مشن ہاؤس میں ٹینٹ لگا کر مہمانوں کے بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب سیرالیون کو بھی دعوت دی گئی لیکن وہ اپنی بعض اور مصروفیات کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے تاہم انہوں نے مکرم افتخار احمد گوندل صاحب مبلغ سلسلہ کو بطور نمائندہ جلسہ میں شمولیت کے لئے بھجوایا۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے گنی میں سیرالیون کے سفیر عزت مآب الحاج فوڈے لہائی کروما (Alhaj Foday Lahai Koroma) کو بھی دعوت دی گئی۔ ان کے ساتھ جناب عبداللہ شریف (Abdullah Shariff) ہیڈ آف چانسری بھی تشریف لائے۔ اسی طرح گنی میں ملائشیا کے سفارت خانہ کے فرسٹ سیکرٹری جناب حسین ہناپی (Hussain Hanapy) صاحب اہل وعیال کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔ بینن کے کونسلر جناب حسن اکوبی بھی شامل ہوئے۔

مورخہ 21/دسمبر 2008ء کو صبح ہی سے احباب جماعت مرد و زن مشن ہاؤس آنا شروع ہو گئے۔ دس بج کر 30 منٹ پر جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ قصیدہ سے چند اشعار پیش کئے گئے۔ اس کے بعد نظم "ہمارا خلافت پہ ایمان ہے" ترنم کے ساتھ پیش کی گئی۔

جلسہ کے آغاز پر گنی میں سیرلیون کے سفیر الحاج فوڈے لہائی کروما نے افتتاحی خطاب کیا جس میں احمدیہ مسلم جماعت کو سراہتے ہوئے شاملین جلسہ کو بتایا کہ اس وقت دنیا میں اسلام کی صحیح رنگ میں کوئی خدمت کر رہا ہے تو وہ احمدیہ مسلم جماعت ہے جس کا ثبوت سیرالیون میں جماعت کی ایک لمبے عرصہ سے بے لوث خدمات ہیں۔ انہوں نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ گنی کوناکری میں اسلامی تعلیمات چاہتے ہیں تو کھلے دل سے جماعت احمدیہ کو اس ملک میں خوش آمدید کہیں۔

اس کے بعد مکرم افتخار گوندل صاحب، مبلغ سیرالیون نے اپنے خطاب میں خلافت کی ضرورت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے قرآن اور احادیث کے حوالے سے بتایا کہ اب حقیقی نجات خلافت احمدیہ کے ہاتھ پر اکٹھا ہونے سے ہی ممکن ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خلافت جوبلی کے حوالے سے خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔

اس جلسہ کا بنیادی مضمون خلافت تھا اس لئے دوسری تقریر مکرم محمد ماریگا صاحب صدر جماعت احمدیہ گنی کوناکری نے "خلافت کی برکات اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ خلافت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب یہ نعمت تاقیامت ہمارے سروں پر قائم رہے گی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے کان خلیفۂ وقت کی آواز پر لگائے رکھیں اور آپ کے تمام احکامات کی اطاعت اپنی زندگی کا حصہ بنالیں تب اللہ تعالیٰ ہمیں وہ تمام نعمتیں عطا کرے گا جو کہ خلافت سے وابستہ ہیں۔

ایک بج کر 45 منٹ پر پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد تین بجے دوسرے اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جس کے بعد مکرم محمد صالح جالو صاحب نے "خلافت راشدہ اور خلافت مسیح موعودؑ میں مشابہت" بیان کرتے ہوئے دونوں ادوار میں ہونے والی غیر معمولی اسلامی خدمات کا ذکر کیا اور بتایا کہ اب مسلمانوں کا اتحاد خلافت احمدیہ اسلامیہ حقہ کے ہاتھ پر ہی ممکن ہے۔ کیونکہ اب یہ نعمت قیامت تک ہمارے سروں پر سلامت رہے گی۔ انشاء اللہ۔

اس کے بعد مکرم احمد دیدات صاحب نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض اور صحف سابقہ سے آپ کی صداقت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ تمام ادیان سابقہ ایک شخص کی آمد کے منتظر تھے لہٰذا وہ تمام پیشگوئیاں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود اور غلام صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد سے پوری ہوئیں۔ چنانچہ اب اسلام کی فتح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

جناب حسین ہناپی صاحب سیکرٹری ملائشین ایمبیسی نے تبصرہ کیا کہ انہوں نے جماعت کے بارہ میں پہلے بھی سن رکھا تھا لیکن اس جلسہ میں شمولیت کے بعد ان کے علم میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور بہت سے شکوک دور ہوئے۔

اس جلسہ میں کل 200 احباب شریک ہوئے جن میں تین غیر از جماعت امام بھی شامل ہیں۔

قارئین کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے اور اس ملک میں جماعت کی ترقیات کا پیش خیمہ بنادے۔ آمین

❁❁❁❁❁

نام کتاب: طارق (خلافت جوبلی سووینئر)

تالیف: مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ

سائز: A4

ملنے کا پتہ: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ، برطانیہ بیت الفتوح کمپلیکس 181، لنڈن روڈ، مورڈن

یا بذریعہ انٹرنیٹ:

www.khuddam.org.uk

2008ء خلافت احمدیہ کی صد سالہ تقریبات کا سال ہے۔ دنیا بھر میں پھیلی جماعت احمدیہ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی میں اس سال کو جوش، جذبے، عقیدت اور وقار کے ساتھ منانے کی توفیق پائی۔ کیا عورتیں، کیا مرد، کیا بچے اور کیا بوڑھے۔ سب نے اپنے اپنے رنگ میں اپنے اپنے رنگ میں اس جشن تشکر میں حصہ لیا۔

مادہ پرست دنیا جشن منانے کے اپنے رنگ رکھتی ہے۔ کہیں شہنائی بجائی جاتی ہے تو کہیں انار پٹاخے چلائے جاتے ہیں۔ ہوش ربا مشروبات سے اپنی عقل پر پردے ڈالنے کا سامان کیا جاتا ہے۔ مگر خدا کی جماعتوں کا ہر کام خدا کی رضا کے حصول کی طرف لے جانے والا ہوتا ہے۔ کسی تکلیف دہ بات پر صبر کرنے کا سوال ہو یا خوشی میں جذبات کے اظہار کا۔ ہر موقع پر خدا کا شکر کرنے کا سامان کیا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے جماعت احمدیہ میں صد سالہ جوبلی جیسی تقریبات کو جشنِ تشکر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی عالمگیر تقریبات میں nucleus کا درجہ تو ان دعاؤں کو حاصل ہے جو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ پھر ہر ملک کی جماعت، ہر ذیلی تنظیم نے اپنے اپنے رنگ میں، اپنی اپنی بساط کے مطابق اس جشنِ تشکر کو منایا۔ کہیں تصویری نمائش لگائی گئی، کہیں اجتماعات ہوئے، کہیں خلافت کے موضوع پر علمی مقابلہ جات ہوئے اور کہیں اجتماعات کا مرکزی موضوع خلافتِ احمدیہ کو بنا کر تمام مقابلہ جات اور تمام تقاریر اسی موضوع کے گرد رکھی گئیں۔

اس طرح کی ایک خوبصورت مثال مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے قائم کی۔ اکتوبر 2008ء میں مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے اپنا سالانہ اجتماع ٹلفورڈ، اسلام آباد میں منعقد کیا اور اس کا مرکزی موضوع (theme) خلافتِ احمدیہ کو بنایا۔ تمام علمی مقابلہ جات اسی موضوع کے گرد رکھے گئے اور جماعت کے علماء کی تقاریر بھی خلفاء کے سوانح پر ہوئیں۔ اجتماع کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کے ترجمان مجلّہ "طارق" کا خصوصی نمبر "طارق سووینئر" کے نام سے منظر عام پر آیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر ادارت شائع ہونے والا یہ یادگار مجلّہ سنگاپور میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ نہایت اعلیٰ معیار کے Gloss Paper اور Hard Binding نے اس مجلّہ کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ اس سے قبل بھی دنیا بھر میں بہت سے مجلّہ اس یادگار موقع پر شائع ہوئے۔ یوں اگرچہ مجلّہ طارق بہت سوں کے بعد شائع ہوا مگر اس میں شامل مضامین اور تصاویر میں کہیں بے جا تکرار کا احساس نہیں ہوتا۔ نہ صرف یہ بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے اس سے قبل شائع شدہ مجلوں کا بغور مطالعہ کر کے اس مجلّہ کے لئے بہتری کا سامان کیا ہے۔ تمام مضامین کا علمی معیار قابل ستائش ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تمام خلفاء پر ترتیب وار مضامین لکھے گئے ہیں جن میں خلفاء کے سوانح، سیرت اور نمایاں کارناموں کا تفصیلی ذکر ہے۔

پھر اس مجلّہ کی ایک امتیازی خصوصیت حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ انٹرویو ہے جو حضور انور نے ازراہِ شفقت مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے ایک پینل کو دیا۔ انتہائی خوشگوار اور ہلکے پھلکے موڈ میں کی گئی یہ گفتگو جہاں سب کے لئے ایک خوشگوار احساس لئے ہوئے ہے، وہاں اس بات کی بھی غماز ہے کہ خدا کے خلیفہ جو بھی فرمائیں، جس طرح کے موڈ میں بھی فرمائیں، وہ بات علم و حکمت کا ایک خزانہ ہوتی ہے۔ ہلکے پھلکے مزاج میں بھی عامۃ الناس کے لئے رہنما اصول ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس مجلّہ کے ذریعہ خدام اور دیگر قارئین کے دلوں میں خلافت سے محبت کی جڑ اور مضبوط ہو جائے۔ آمین

✡✡✡✡✡

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت راجہ عطامحمد صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14/اپریل 2007ء میں حضرت راجہ عطامحمد صاحبؓ آف یاڑی پورہ کشمیر کا ذکرخیر...... کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت راجہ عطامحمد خان صاحبؓ کا شمار اولین صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ آپؓ کے اجداد علاقہ کرناہ پر حکمران تھے مگر سکھوں کے آخری زمانہ میں اس علاقہ پر بھی سکھوں کا قبضہ ہوگیا۔ بعد میں ان کو یاڑی پورہ وغیرہ گاؤں کشمیر میں بطور جاگیر ملے۔ قبول احمدیت سے پہلے حضرت راجہ صاحب اہل حدیث تھے۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ جب جموں میں طبیب تھے تو اس وقت آپ کے ان کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور وہی تعلق بالآخر آپ کے احمدی ہونے کا ذریعہ بنا۔ جب حضرت راجہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا اشتہار پڑھا تو آپ بڑے متاثر ہوئے۔ آنکھوں میں موتیا ہونے کی وجہ سے خود قادیان جانے سے معذور تھے اس لئے اپنے چھوٹے بھائی حضرت راجہ محمد حیدر صاحب کو قادیان بھیجا کہ حضور کو میرا سلام پہنچائیں اور مزید معلومات لے کر آئیں۔ واپسی پر جب حالات سنے تو آپ رونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ آپ نے مسیح ومہدی کا زمانہ پایا۔ پھر بیماری اور رستے کی دشواری کے باوجود چند مخلص ملازموں کو ساتھ لے کر قادیان پہنچے۔ راستہ میں بعض لوگوں نے بہکایا بھی مگر آپ حضورؑ کی خدمت میں پہنچ گئے اور فرط جذبات میں زمین پر گر پڑے۔ حضورؑ نے اپنے ہاتھ سے آپؓ کو اٹھایا اور شربت منگوا کر پلایا اور تسلی وتشفی دی۔ بیعت کے بعد کچھ عرصہ قادیان میں رہے۔ حضورؑ سے آنکھوں کے علاج کا ذکر کیا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے لاہور چلے جائیں، انشاء اللہ آپ کی آنکھیں اچھی ہوجائیں گی۔ حضورؑ نے آپ کو ایک پاکیزہ اور نیک روح دیکھ کر اجازت دیدی کہ آپ لوگوں سے میری بیعت لے لیا کریں۔

آپؓ نے لاہور جاکر علاج کروایا اور حضور کی دعاؤں سے آپؓ کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ آپ پھر قادیان آئے اور کچھ عرصہ مزید ٹھہر کر روحانی فیض حاصل کیا اور پھر کشمیر چلے گئے اور تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ چونکہ آپؓ کی نیکی اور راستبازی مسلّم تھی اس لئے بہت سے اقرباء اور احباب حضور کی بیعت میں داخل ہوگئے۔ آپؓ علم طب سے بھی واقف تھے اور مفت لوگوں کا علاج کیا کرتے تھے۔

حضرت راجہ صاحبؓ پہلے ریاست میں تحصیلدار تھے۔ پھر ڈپٹی کمشنر ہوکر گلگت بھی گئے۔ آخری عمر وہیں گزاری اور سلسلہ احمدیہ کا پیغام پہنچاتے رہتے۔

جب قادیان سے واپس جارہے تھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ گڑھی حبیب اللہ خان کے مقام پر اپنے ساتھیوں کو یاڑی پورہ روانہ کردیا اور خود معہ فرزند وملازم گڑھی کے رئیس خان محمد حسین خانصاحب کے ہاں مقیم ہوئے۔ ان دنوں گڑھی میں احمدیوں کے خلاف واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیدیا گیا تھا۔ جب کچھ لوگوں کو آپؓ کے قیام کا علم ہوا تو انہوں نے محمد حسین خان کو ساتھ ملا کر آپؓ کے اور آپؓ کے بیٹوں کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ یہ بڑا باعث ثواب کام ہے۔ محمد حسین خانصاحب اپنی سادگیٔ طبع کی وجہ سے ان کے کہنے میں آگئے۔ جب آپؓ بے خبر رات کو سوگئے تو تھوڑی رات گزرنے پر حضرت مسیح موعودؑ خواب میں نظر آئے اور فرمایا کہ راجہ صاحب آپؓ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا ہے۔ اسی وقت آپ کی آنکھ کھل گئی اور ساتھیوں کو جگا کر سفر پر روانہ ہوگئے۔ سفر میں نماز ادا کی تو دیکھا کہ گڑھی کے رئیس کا وزیر گھوڑا دوڑائے پیچھے آرہا ہے اور کچھ کھانا بھی ساتھ لایا ہے۔ اس نے آپؓ کو جان کی سلامتی کی مبارکباد دی اور ساری شرارت کا قصہ سنایا اور تعجب سے پوچھا کہ آپ کو کیسے علم ہوا۔ آپؓ نے بھی ساری حقیقت بتائی جس سے وہ بڑا متاثر ہوا۔

حضرت راجہ صاحبؓ نے 14/اپریل 1904ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پائی اور چک ایمرچ قریب یاڑی پورہ علاقہ کشمیر میں دفن ہوئے۔

......۞......۞......۞......

حضرت میاں محمد ابراہیم صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11/اپریل 2007 میں مکرم نور احمد عابد صاحب کے قلم سے اپنے والد حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب آف خودپور مانگا کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب 1867ء میں بمقام خودپور مانگا ضلع لاہور پیدا ہوئے اور 9/ستمبر 1961ء کو احمد نگر ضلع جھنگ فوت ہوکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپؓ کے والد محمد حسین صاحب حنفی تھے مگر آپؓ نے عین بلوغت میں اہل حدیث کا مسلک اپنالیا اور پھر 1901ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کرلیا۔

آپ اکلوتے بیٹے اور تین بہنوں کے بھائی تھے۔ گزشتہ چھ سات نسلوں سے ان کے آباء واجداد میں صرف ایک ہی بیٹا پیدا ہوتا رہا مگر احمدیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو چھ بیٹے عطا فرمائے جن میں سے ایک تو بچپن میں ہی فوت ہوگیا اور باقی پانچ بیٹوں سے جو نسل چلی وہ اب تک سینکڑوں میں آچکی ہے۔

خودپور مانگا میں آپؓ کی جدی زرعی زمین دریا برد ہوچکی تھی اور نئے بندوبست اراضی کے تحت ضلع منٹگمری اور ضلع لائلپور میں نئی آبادکاری کے لئے زرعی زمین دی جارہی تھی۔ اس سے استفادہ کرنے میں آپؓ کے والد ناکام رہے کیونکہ وہ ایک علمی خاندان سے متعلق تھے جن کا بنیادی کام درس وتدریس تھا۔ اس لئے آپؓ اپنے آبائی مقام سے نقل مکانی کرکے پکی ٹھٹی تحصیل چونیاں میں رہائش پذیر ہوگئے اور یہیں آپؓ کو مع اہل وعیال قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

اس کے بعد آپؓ علی پور ضلع لاہور میں منتقل ہوگئے اور قرآن کریم کی درس وتدریس اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں علی پور، شمس آباد اور کھریپڑ وغیرہ میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ پھر آپ ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں میں رہائش پذیر ہوگئے اور وہاں مطب کھولا۔ نیز برانچ پرائمری سکول میں مدرس کے طور پر اور ساتھ ہی برانچ پوسٹ ماسٹر کے طور پر کام کرتے رہے۔ گاؤں کے اکثر مردوں اور خواتین کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ یہاں بھی ایک مستحکم جماعت قائم ہوگئی۔

مضمون نگار 3/اپریل 1919ء میں علی پور میں پیدا ہوئے۔ 1931ء میں ششم پاس کرکے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔ جنگ عظیم دوم کے دوران 1941ء میں فوج میں بھرتی ہوکر جاپان، برما اور سنگاپور میں مقیم رہے اور تقسیم ہند کے بعد راولپنڈی میں منتقل ہوئے۔

......۞......۞......۞......

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی یادگار تقریر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/اپریل 2007ء میں مکرم عادل منصور صاحب کے قلم سے محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی ایک یادگار تقریر شامل اشاعت ہے۔

مکرم شہاب الدین غوثی صاحب کا مراسلہ بعنوان ''پروفیسر سلام کراچی پریس کلب میں'' روزنامہ ڈان 3/دسمبر 2006ء میں چھپا تھا۔ مکرم غوثی صاحب جو اس وقت کلب کے خزانچی تھے، لکھتے ہیں کہ تقریباً 28 سال قبل پریس کلب کراچی نے ڈاکٹر عبدالسلام کو Lifetime Achievement Award دینے کا فیصلہ کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنے نہایت مصروف اور قیمتی شیڈول سے وقت نکالا۔ ملک میں مارشل لاء لگ چکا تھا اور پاکستان کی گلیوں میں نعروں اور بینروں کی بھرمار تھی۔ اشفاق بخاری کراچی پریس کلب کے صدر تھے۔ ایک دوپہر ڈاکٹر عبدالسلام کراچی پریس کلب پہنچے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ایک دینی جماعت کی طلباء تنظیم کا ایک گروپ یہ نعرہ لگا رہا تھا کہ ڈاکٹر سلام واجب القتل ہے ہمیں ڈاکٹر سلام کا سر چاہئے وغیرہ وغیرہ۔ ڈاکٹر سلام ایک سادہ سی مسکراہٹ کے ساتھ پریس کلب کی عمارت میں داخل ہوگئے۔ پروفیسر اشفاق اور حبیب خان غوری نے خوش آمدید کے کلمات کے ساتھ استقبال کیا۔ اس وقت تک کراچی پریس کلب، ممبران اور معزز مہمانوں سے کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام سے درخواست کی گئی کہ وہ کچھ کلمات کہیں۔ ڈاکٹر سلام جھجک رہے تھے لیکن انہیں کہا گیا کہ یہ ایک آزاد خیال فورم ہے۔ یہاں پر اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے آپ جو کہنا چاہیں کہیں۔

اس ماحول میں جب پریس کلب کے دروازہ پر وہ استقبال ہوا جبکہ آپ کے سر کا مطالبہ کیا جارہا تھا، آپ کس قسم کی تقریر کی امید کرسکتے ہیں۔ شاید غم وغصہ سے یا پھر نفرت کے جذبات کا اظہار۔ لیکن پروفیسر سلام کی اس دن کی تقریر شاید آج تک کی پریس کلب میں دی جانے والی بہترین تقریر تھی۔ ان کی تقریر میں قدرت کے کرشموں، سائنسی ترقی اور جدید ترین سائنسی تحقیق کا ماخذ قرآن کو قرار دیا گیا تھا۔ یہ محبت قرآن ہی تھی اُس شخص کی جسے واجب القتل قرار دیا جارہا تھا کہ وہ تمام تر سائنسی ترقی اور تھیوریز (Theories) کو قرآن سے ثابت کر رہا تھا۔ وہ فصاحت و بلاغت جو عام مقرر اپنی دھاک بٹھانے کے لئے دکھاتے ہیں وہ ایک عاجزانہ کوشش کی طرح اعجاز قرآن ثابت کرنے کے لئے استعمال ہورہی تھی۔ جب یہ پُروقار تقریر اختتام کو پہنچی اور تقریب کے بعد ڈاکٹر سلام رخصت ہونے کے لئے پریس کلب کی عمارت سے باہر نکل رہے تھے تو طلباء کا وہ گروہ ابھی بھی ان کے سر کا مطالبہ کر رہا تھا۔ پتہ نہیں کیوں اس وقت میں نے اپنے دوستوں سے بات کرتے ہوئے دعا کی کہ اے اللہ یہ ڈاکٹر سلام کا سر مانگ رہے ہیں انہیں ''ڈاکٹر سلام کا سا دل بھی دیدے''۔

میں اپنے مضمون کا اختتام اس شعر کے ساتھ کرتا ہوں:

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

......۞......۞......۞......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12/جولائی 2007ء میں شامل اشاعت مکرم حافظ عطاء کریم شاد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مرے سر پہ چھاؤں ہے نور کی، مرا سائباں ہی عجیب ہے
مری روح کی بھی اماں وہی، مرے قلب کا بھی نقیب ہے
وہ سرور بھی مری دید کا، وہی شفقتوں کی رداء بھی ہے
اسے دیکھ لوں تو حسین ہے، وہ ملے اگر تو حبیب ہے
اسے فرش راہ جہان ہے، اسے کُل جہاں کا دھیان ہے
وہ یہاں نہیں ہے تو کیا ہوا، یہ دیار خود ہی غریب ہے
مجھے وصل کی جو نوید ہو، مرے شوقِ دید کی عید ہو
میں اٹھائے کب سے ہوں پھر رہا، ترے ہجر کی جو صلیب ہے
یہاں ہر قدم پہ ملامتیں، یہاں ہر گھڑی ہیں قیامتیں
مجھے شاد اس کی اماں بہت، یہ جہاں اگرچہ مہیب ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
27th February 2009 – 5th March 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 27th February 2009

00:10 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 1st April 1997.
02:10 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Burkina Faso.
03:00 MTA World News
03:15 Al Maaidah: a cookery programme
03:35 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 14th July 1998.
04:55 Moshaairah: an evening of poetry
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor recorded on 11th November 2007.
08:15 Le Francais C'est Facile
08:40 Siraiki Service: a discussion programme hosted by Jamaluddin Shams.
09:20 Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Recorded on 23rd February 1996.
10:25 Indonesian Service
11:20 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilawat & MTA News
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10 Dars-e-Hadith
14:15 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
15:55 Friday Sermon [R]
17:05 Musleh Maud day Seminar
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:40 MTA International News
21:15 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Travel: programme featuring a visit to San Francisco.
23:00 Urdu Mulaqa'at: rec. on 23rd February 1996.

Saturday 28th February 2009

00:05 MTA World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25 Le Francais C'est Facile
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd April 1997.
03:00 MTA World News
03:15 Friday Sermon: rec. on 27th February 2009.
04:25 Musleh Maud Day Seminar [R]
05:25 MTA Travel
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Friday Sermon: recorded on 12/05/2006.
07:45 Question and Answer session in Urdu with Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 20th May 1995. Part 2.
08:45 Friday Sermon: rec. on 27th February 2009.
09:45 Indonesian Service
10:45 French Service
11:20 Attractions of Australia
11:50 Tilawat & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:05 Children's Class with Huzoor, recorded on 10th January 2009.
16:30 Friday Sermon: rec. on 12/05/2006 [R]
17:25 Ashab-e-Ahmad
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service: an Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:05 Jamia Ahmadiyya UK Class [R]
22:15 Persecution: a programme about the persecution of Ahmadi Muslims in Pakistan
23:15 Friday Sermon [R]

Sunday 1st March 2009

00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd April 1997.
02:25 Moshaairah
03:30 Friday Sermon
04:30 Question and Answer Session
05:30 Attractions of Australia
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 17th January 2009.
08:10 Canadian Winter Activities: programme looking at popular winter activities, including skiing and ice skating.
08:45 Learning Arabic: lesson no. 7.
09:05 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to West Africa in 2004.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 12th May 2006.
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad 27th February 2009.
15:05 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 17th January 2009.
16:20 Canadian Winter Activities [R]
16:55 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:00 Huzoor's Tours [R]

Monday 2nd March 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat & MTA News
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th April 1997.
02:00 Friday Sermon: rec. on 27th February 2009.
03:15 MTA World News
03:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995. Part 1.
05:00 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:50 Children's Class with Huzoor recorded on 18th January 2009.
08:05 Le Francais C'est Facile
08:30 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 21st February 1999.
09:35 Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 9th January 2009.
10:35 Spotlight: an address delivered by Muhammad Hameed Kausar on the topic of 'the life and character of the Promised Messiah (as)' on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2006.
11:20 Medical Matters: a health programme.
12:00 Tilawat & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
13:55 Friday Sermon
15:00 Spotlight [R]
15:35 Children's Class [R]
16:50 French Mulaqa'at: Recorded on 21st February 1999 [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th April 1997.
20:30 MTA International News
21:05 Children's Class [R]
22:15 Friday Sermon [R]
23:15 Spotlight [R]

Tuesday 3rd March 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Le Francais C'est Facile
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th April 1997.
02:30 Medical Matters
03:00 MTA World News
03:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 29th February 2008.
04:15 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 21st February 1999.
05:20 Spotlight: an address delivered by Muhammad Hameed Kausar on the topic of 'the life and character of the Promised Messiah (as)' on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2006.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 1st March 2009.
08:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995.
09:00 Persecution: An English programme on the persecution of Ahmadis in Pakistan.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Jalsa Salana Ghana 2008: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th April 2008.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
16:10 Question and Answer Session
17:00 MTA Travel: a visit to the Island of Capri.
17:25 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
18:30 Arabic Service
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 27th February 2009.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
22:15 Jalsa Salana Ghana 2008 [R]
23:00 Persecution [R]

Wednesday 4th March 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00 Learning Arabic: lesson no. 1.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th April 1997.
02:35 MTA Travel: a visit to the island of Capri.
03:00 Question and Answer Session
04:00 Persecution: a programme about the persecution of Ahmadi Muslims in Pakistan.
05:00 Jalsa Salana Ghana 2008
06:05 Tilawat & MTA News
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 25th January 2009.
07:55 Kuch Yaadein, Kuch Baatein: a discussion programme about the life of Hadhrat Khalifatul Masih III (ra).
09:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Muzakarah
12:15 Tilawat & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
13:55 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th November 1984.
15:00 Jalsa Salana speeches: speech delivered by Kareem Ahmad Khan on the topic of 'Changing times'. Recorded on 30th July 2000.
15:35 Shamail-e-Nabwi: an Urdu programme about the life and character of the Holy Prophet (saw).
16:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
17:05 Question and Answer Session [R]
18:00 MTA World News
18:10 Dars-e-Hadith
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th April 1997.
20:35 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
22:40 Shamail-e-Nabwi [R]
23:10 From the Archives [R]

Thursday 5th March 2009

00:00 MTA World News
00:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Hamaari Kaenaat
02:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th April 1997.
03:00 MTA World News
03:15 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th November 1984.
04:15 Attractions of Australia
04:40 Kuch Yaadein, Kuch Baatein
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 3rd December 2006.
08:10 English Mulaqa'at
09:25 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
10:30 Indonesian Service
11:35 Pushto Service
12:00 Tilawat & MTA News
12:30 Al Maaidah: a cookery programme
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Tarjamatul Qur'an Class
15:05 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa. [R]
16:20 English Mulaqa'at [R]
18:00 MTA World News
18:10 Al Maaidah [R]
18:30 Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar
20:30 Moshaairah: an evening of poetry
21:30 Tarjamatul Qur'an Class: Rec. 14/07/1998 [R]
22:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 3rd December 2006. [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 20 February , 2009 | Issue No. 08

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

حضرت مصلح موعودؓ سے ایک غیر احمدی گریجوایٹ کی ملاقات

1940ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آپ جو لوگ نمائندہ بن کر آئے ہیں آپ کے متعلق میں یہ سمجھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی جماعتوں میں زیادہ بارسوخ، زیادہ سمجھدار اور زیادہ اثر رکھنے والے ہیں۔ پس آپ کو مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور پہلے خود سلسلہ کا علم حاصل کریں۔ قرآن پڑھیں، احادیث پڑھیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں اور پھر جماعت کے اندر اس قسم کی بیداری پیدا کر دیں کہ ان کا علم ایسا کامل ہو جائے کہ وہ اسلام کے دکھ اور مصیبت کو سمجھ جائیں۔ اور ان پر اشاعتِ اسلام اور اشاعتِ احمدیت کی اہمیت پوری طرح واضح ہو جائے۔ اس کے بعد مَیں سمجھتا ہوں ان میں قربانی کا مادہ آپ ہی آپ پیدا ہو سکتا ہے۔

اس وقت مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ہزاروں احمدی ایسے ہیں جن کو سلسلہ کے موٹے موٹے مسائل بھی معلوم نہیں۔ ان میں جوش ہے، اخلاص ہے، مگر علم صحیح کی ان میں کمی ہے۔ مَیں گذشتہ دنوں کراچی میں تھا۔ ایک غیر احمدی گریجوایٹ جو عرب کے علاقہ میں کام کرتے ہیں مجھ سے ملنے آئے اور کہنے لگے کہ ریل میں مجھے آپ کا مرید ملا تھا جس نے مجھے ایک رسالہ دیا اور پھر کچھ تبلیغ بھی کی مگر جب مَیں نے ان سے نبوت کے متعلق سوالات کئے تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد وہ مجھے خیر خواہ بن کر کہنے لگا آپ ایسا انتظام کریں کہ آپ کی جماعت میں جو جاہل لوگ ہیں وہ دوسروں کو تبلیغ نہ کیا کریں۔ کیونکہ ایسے آدمیوں کو تبلیغ کے لئے بھیجنا بالکل فضول ہے۔ صرف ایسے لوگوں کو ہی بھجوانا چاہئے جو تمام مسائل سے واقفیت رکھتے ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے وہی سوال کیا جس کا مَیں نے انہیں جواب دیا۔ اور پوچھا کہ کیا اب آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اب مَیں یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ پھر مَیں نے ان سے کہا آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ ان پڑھ تھا۔ اور تبلیغ کی اجازت ایسے لوگوں کو ہی دینی چاہئے جو پڑھے لکھے ہوں حالانکہ آپ میرے پاس اس کی تبلیغ کے نتیجہ میں آئے ہیں۔ اگر وہ آپ کو تبلیغ نہ کرتا تو آپ یہاں نہ آتے۔ بیشک آپ بی ایس سی ہیں اور وہ شاید پرائمری تک پڑھا ہوا ہو مگر اس پرائمری پڑھے ہوئے شخص کے دل میں ایک جوش تھا اور اس نے چاہا کہ وہ نعمت جو اس کے پاس ہے آپ اس سے محروم نہ رہیں۔ چنانچہ اس نے آپ کو تبلیغ کی اور آپ اسی کے نتیجہ میں مجھ سے ملنے آگئے پس آپ کو اس کے اخلاص کی قدر کرنی چاہئے۔ تو جماعت کے دوستوں کے اخلاص میں کوئی شبہ نہیں اسی وجہ سے بعض بالکل ان پڑھ ہوتے ہیں مگر اپنے دل میں تبلیغ کا ایسا جوش رکھتے ہیں جو بہت ہی قابل قدر ہوتا ہے۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1940ء صفحہ 122-123)

مجلس مشاورت پارلیمنٹ نہیں
قال اللہ اور قال الرسول کا پلیٹ فارم ہے

مارچ 1940ء کی بائیسویں مجلس مشاورت سے حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پُر جلال اختتامی خطاب:۔

''ہماری جماعت کے دوستوں کے اخلاص میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان میں سے کئی سے ہم نے صحیح رنگ میں کام نہیں لیا۔ وہ ہیرے ہیں جو خدا نے ہمارے ہاتھ میں دیئے ہیں۔ مگر ہم ان ہیروں کو کاٹ کر منڈی میں نہیں لے گئے بلکہ وہ پتھروں کی طرح ہمارے گھروں میں بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتوں اور مردوں کو اسلامی تعلیم سے واقف کیا جائے۔ قرآن اور حدیث کا ہر جگہ درس جاری ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب لوگوں کو بکثرت پڑھنے کے لئے کہا جائے اور وقتاً فوقتاً ان کا امتحان لیا جائے تا ہماری جماعت کے بچے بچے میں وہ روح سرایت کر جائے جو خدا نے معرفت کے خزانوں کے ذریعہ ہمیں عطا کی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے قرآن دنیا میں موجود تھا مگر مسلمان شکست پر شکست کھا رہے تھے۔ بخاری موجود تھی، مسلم موجود تھی، اسی طرح دوسری احادیث کی کتابیں موجود تھیں، مگر مسلمان کفار کے حملوں کا شکار ہوتے چلے جا رہے تھے۔ تب حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے طاقت پاتے ہوئے قرآن کو اس طرح مصفّٰی اور بے عیب شکل میں پیش کیا جیسے منوں مٹی کے نیچے سے کوئی چیز نکال کر اسے گرد و غبار سے صاف کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر دی جائے۔ اسی طرح وہ بخاری و مسلم جن کو بالکل بے اثر سمجھا جاتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو زبردست ہتھیاروں کی شکل میں بدل دیا۔ اور اگر ہم یہ ہتھیار استعمال نہیں کرتے تو بتاؤ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک تیز تلوار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس کے لئے زبردست تبدیلی کی ضرورت ہے اس کے لئے مستقل ارادے اور مصمم عزم کی ضرورت ہے۔ سال میں ایک دفعہ جمع ہونا اور بعض تجاویز کے لئے ووٹ دینا یہ محض ایک رسمی بات ہے اور یہ مشورے اپنی ذات میں چنداں مفید نہیں ہوتے۔ مَیں اپنی ذات کے متعلق ہی جانتا ہوں کہ ان مشوروں میں سے کتنی باتیں ہیں جو مجھے سننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں نمائندگان کی طرف سے جو باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں بیشتر حصہ ایسی باتوں کا ہوتا ہے جن کو ہم پہلے ہی جانتے ہیں اور یا پھر وہ باتیں ہوتی ہیں جو بالکل غلط ہوتی ہیں۔ مگر ہمیں غلط باتیں بھی سنی پڑتی ہیں کیونکہ اصل غرض اس قسم کی مجلس کے انعقاد اور باہمی مشوروں سے یہ ہے کہ ہمارے اندر یہ روح رہے کہ ہم مل کر کام کریں۔ اور سلسلہ کی ترقی کی تجاویز میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ اگر یہ غرض حاصل نہیں ہوتی تو اس مجلس کا مقصد بالکل فوت ہو جاتا ہے۔''

''یہ خیال کرنا کہ یورپ کی طرح ہم نے بھی پارلیمنٹ بنا لی ہے کسی صورت میں صحیح نہیں۔ آخر ہم نے جو ساری دنیا کو چھوڑا اور اپنے تعلقات لوگوں سے قطع کر کے ایک ایسے گوشہ میں آگئے، جہاں دنیوی اعزازات اور دنیوی مفادات میں سے کوئی چیز بھی نہیں تو ہماری غرض یہ تو نہ تھی ہم یوروپین لوگوں کی کسی خاص بات میں نقل کریں۔ بلکہ ہماری غرض یہ تھی اور یہی ہے کہ ہم اس راستہ پر چلیں جس پر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔ پس دنیا خواہ کچھ کہے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارا خدا ہمیں کیا کہتا ہے۔ ہمارا رسول کیا کہتا ہے۔ اور کس بات کے کرنے کی وہ ہمیں تاکید کرتا ہے۔ اگر ہم اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چل پڑتے ہیں تو ہمارا مدعا ہمیں حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہم اس کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتے تو اپنے مقصد اور مدعا میں ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔''

عظیم الشان تغیرات اور عالمی انقلاب کی پیشگوئی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ آراء خطاب کے آخر میں فرمایا:۔

''مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس اہم کام کی طرف توجہ کریں وقت آ رہا ہے کہ پھر ان کے لئے اس کام کا وقت نہیں رہے گا۔ دنیا میں عظیم الشان تغیرات پیدا ہو رہے ہیں اور بہت بڑا انقلاب ہے جو رونما ہونے والا ہے۔ پس عملی طور پر ہمیں اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہئے کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں، سچائی پر قائم رہنے والے ہوں، خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھنے والے ہوں۔ اور اس طرح اپنے اعمال میں ایک نیک تغیر پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ اور علمی طور پر ہمارا فرض ہے کہ وہ خزائن جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں زیادہ سے زیادہ اپنی جماعت کے دوستوں کو دیں اور اسی طرح ان خزائن کو دوسرے لوگوں میں بھی تقسیم کریں۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1940ء صفحہ 126)

نقشِ قدم

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''قادیان میں ایک شخص ''پیرا'' ہوا کرتا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم تھا۔ وہ اتنی موٹی عقل کا آدمی تھا کہ یہ سمجھ ہی نہیں سکتا تھا کہ احمدیت کیا ہے۔ لیکن اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک ذاتی لگاؤ تھا۔ کہیں اس کو گنٹھیا کی بیماری لگ گئی۔ وہ پہاڑی آدمی تھا۔ اس کے رشتہ داروں کو بعض لوگوں نے کہا کہ یہاں اس کا علاج نہیں ہو سکے گا اسے کہیں میدانوں میں لے جاؤ۔ چنانچہ اسے گورداسپور لے آئے۔ مگر چونکہ وہ غریب آدمی تھے اور ایسے لوگوں کو روٹی بھی کھلانی پڑتی ہے اور دوائی بھی دینی پڑتی ہے۔ اس لئے کوئی شخص علاج کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔ آخر کسی نے اُن کو بتایا کہ قادیان میں ایک مرزا صاحب ہیں جو بڑے خدا پرست ہیں۔ وہ معالج اور حکیم بھی ہیں۔ ان کے پاس لے جاؤ وہ اس کی خبر گیری بھی کریں گے اور دوا بھی دیں گے۔ چنانچہ اس کے رشتہ دار اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس لے آئے اور اسے وہاں چھوڑ کر کھسک گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا علاج کیا اور آہستہ آہستہ اسے آرام آنا شروع ہو گیا۔ جب اس کے رشتہ داروں کو معلوم ہوا کہ اب وہ اچھا ہو گیا ہے اور کام کاج کر سکتا ہے تو دوسری سردیوں میں پھر اس کے رشتہ دار آئے اور انہوں نے کوشش کی کہ وہ ان کے ساتھ چل پڑے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قلب میں نیکی تھی۔ جب انہوں نے اسے کہا کہ ہم تجھے لینے آئے ہیں تو کہنے لگا تم بے شک میرے رشتہ دار ہو مگر تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس لئے اب تو جس نے میرا علاج کیا اور جس کی وجہ سے مَیں اچھا ہوا۔ میرا رشتہ دار وہی ہے۔ مَیں اس کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا''۔

(تفسیر کبیر۔ جلد ہفتم۔ صفحہ 86)

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد